عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۴ | ۱۴تا۲۰رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷رجولائی ۲۰۱۵ء | شمارہ:۲۵

زکوٰۃ کے احکام

روزہ

حصولِ تقویٰ کا ذریعہ

اسلامی نظریاتی کونسل

مسئلۂ تکفیر کی غرض وغایت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

مسافرت میں روزے کا حکم

س:...... میرا بیٹا اپنے آفس کی طرف سے یوگنڈا گیا ہے، وہاں پاکستانی کھانا نہیں ملتا۔ اس لئے سحری افطاری کرنا بڑا مشکل ہے تو کیا اس کو سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سفر میں روزہ چھوڑنا صحیح ہے یا پھر اس کا کوئی کفارہ وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر پندرہ یا زیادہ دنوں کے لئے گیا ہے تو وہ مسافر نہیں بلکہ مقیم کہلائے گا اور شرعاً اس کے ذمہ تمام روزوں کا رکھنا ضروری ہے۔ سحری، افطاری کا جس طرح چاہے انتظام کرے، روزہ نہیں رکھے گا تو گناہگار ہوگا اور اس کے ذمہ ان چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا بھی لازم ہوگی۔ ہاں اگر پندرہ دن سے کم مدت کے لئے گیا ہے تو وہ مسافر ہے، اس لئے وہ نماز بھی قصر پڑھے گا اور روزہ چھوڑنے کی بھی شرعاً اجازت ہوگی، مگر رمضان کے بعد اسے ان روزوں کی قضا رکھنی ہوگی۔

دائمی مریض کے لئے روزہ کا فدیہ دینا

س:...... میں ساٹھ سال کی ہوں اور پیٹ میں گیس کی مریضہ ہوں اور یہ مرض کئی سالوں سے ہے، جب گیس ہو جاتی ہے تو شدید درد اور بے چینی ہو جاتی ہے اور یہ جب تک دور نہیں ہوتی تب تک کہ میں دوائی یا بوتل وغیرہ نہ پی لوں۔ ایسی حالت میں روزہ رکھنا میرے لئے بہت مشکل ہے، کیا میں اس کے بدلہ فدیہ دے سکتی ہوں اور ایک روزہ کا کتنا فدیہ ہوگا؟

ج:...... اگر آپ کا مرض اس قدر زیادہ ہے کہ روزہ رکھنا ممکن نہیں، رمضان میں یا رمضان کے علاوہ کسی بھی موسم میں خواہ ایک ایک کرکے وقفہ کے ساتھ ہو تو آپ روزہ کے بدلہ فدیہ دے سکتی ہیں۔ ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ اسی طرح حساب کرکے تمیں روزوں کا فدیہ دے دیں، لیکن اگر آپ آئندہ کبھی صحت مند ہو جائیں اور روزہ رکھنا آپ کے لئے ممکن ہو جائے تو یہ فدیہ کالعدم ہو جائے گا اور آپ کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بھی لازم ہوگی۔

نابالغ بچوں کے مال پر زکوٰۃ

س:...... کیا چھوٹے بچوں کے لئے بینک میں رکھے گئے پیسوں پر زکوٰۃ ہوگی؟ بچوں کی نیت سے پیسہ اکاؤنٹ میں رکھا ہوا ہے کہ ان کی پڑھائی، شادی بیاہ وغیرہ کے کام آئے گا، کیا چھوٹے بچوں پر زکوٰۃ ہے؟

ج:...... نابالغ بچہ یا بچی کے پاس اگر مال ہو تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہو جائے اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس لئے نابالغ بچوں کی ملک میں اگر رقم دے دی جائے تو وہ اس رقم کے مالک ہوں گے اور زکوٰۃ جب وہ بالغ ہوں تو سال گزرنے کے بعد ان پر فرض ہوگی۔

س:...... اسی طرح بچوں کے لئے پلاٹ، فلیٹ یا دکان وغیرہ خرید لی جائے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

ج:...... اگر بچوں کی ضرورت کے لئے خریدا ہے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

س:...... اگر کسی کے پاس ایک تولہ سونا ہے اور نقد پچاس ہزار ہیں تو زکوٰۃ کس طرح دینی ہوگی؟ صرف پچاس ہزار پر یا ایک تولہ سونا بھی شامل کریں گے، کیونکہ سونا تو ساڑھے سات تولہ نصاب سے کم ہے؟

ج:...... اگر کسی کے پاس کچھ سونا ہو اور اس کے ساتھ کچھ چاندی ہو یا نقد رقم ہو یا پھر کچھ مال تجارت ہو تو ان دونوں یا زیادہ جنسوں کو جمع کرکے اندازہ کریں اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر نصاب بنتا ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس لئے پچاس ہزار کے ساتھ ایک تولہ سونا کو جمع کریں اور اس کی مجموعی مالیت پر زکوٰۃ ادا کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۱۴تا۲۰رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷رجولائی ۲۰۱۵ء — شمارہ:۲۵

اس شمارے میں!

اسلامی نظریاتی کونسل....لائق تحریک سفارشات!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
روزہ..... حصول تقویٰ کا ذریعہ	۷	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
مسئلہ تکفیر کی غرض وغایت	۱۲	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
تحریک ختم نبوت...آغاز سے کامیابی تک(۳۴)	۱۴	سعود ساحر
زکوٰۃ کے احکام	۱۵	مولانا مفتی سعید احمد اکاڑوی
محفل حسن قرأۃ...اتحاد ٹاؤن	۲۰	مولانا عبدالحئی مطمئن
۳۴واں سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی(۲)	۲۵	علامہ سعید احمد قادری

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۹۵ڈالر یورپ،افریقہ:۷۵ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات،بھارت،مشرق وسطیٰ،ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلامی نظریاتی کونسل.....لائق تبریک سفارشات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ مقدس دین ہے، جس کی ایک ایک بات وحی الٰہی سے منور اور رضائے الٰہی کے حصول کی ضامن ہے۔ پاکستانی قوم کو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے کہ الحمد للہ! آج کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کی صورت میں حکومت کا کوئی ادارہ تو ایسا موجود ہے جہاں سے حکومت کو مکمل بحث وتمحیص اور غور وخوض کے بعد دین اسلام کی چمکتی دمکتی اور منور وروشن تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین وراہنمائی اور ہدایات وسفارشات ملتی رہتی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی معاشرے میں اسلامی نظام کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ اسے نافذ کرنے والے ادارے کس خلوص کے ساتھ اسے نافذ کرتے ہیں اور جس قوم پر اسے نافذ کیا جائے وہ کس یقین وایمان اور فرحت ومسرت سے اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت سے یہ دونوں سعادتیں اہل پاکستان کو نصیب ہوگئیں تو ہمارا یقین وایمان ہے کہ یہ ملک نہ صرف روحانی ومادی سعادتوں کا گہوارہ بن جائے گا، بلکہ عالم اسلام کی زمام قیادت بھی اس کے ہاتھ میں ہوگی۔

علمائے کرام اور مسلم عوام نے حکومت کو جب بار بار اسلامی نظام کے نفاذ کے ایفائے عہد کے لیے متنبہ اور متوجہ کیا تو کہا گیا کہ چونکہ پاکستان میں مذہبی طبقہ متفق اور متحد نہیں، کس کے نظریات اور قرآن وسنت کی تشریح اور توضیح کے لیے کس کی تعبیر کو اختیار کیا جائے؟ اس لیے ہمارے لیے کئی ایک مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں۔ علمائے کرام نے اپنے اتحاد واتفاق اور اپنی محنتوں اور کاوشوں سے متفقہ ۲۲ نکات پاس کر کے حکمرانوں کے اس لغو اور بے بنیاد عذر کو بھی دور کردیا۔ لیکن افسوس کہ آج تک ان نکات پر نہ کوئی قانون سازی ہوئی اور نہ ہی کوئی مثبت پیش رفت سامنے آسکی۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں پارلیمنٹ کی تمام جماعتوں کے اتفاق رائے سے جب ۱۹۷۳ء کا آئین مرتب کیا گیا تو اس میں ایک ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل کا بھی وجود میں لایا گیا اور کہا گیا کہ: اسلامی کونسل کے فرائض مندرجہ ذیل ہوں گے:

"1:.....پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل پیرا ہوکر ایک عام مسلمان اپنی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق بسر کرسکے۔

2:.....کونسل طلب کیے جانے پر صدر، گورنر، پارلیمنٹ، کسی ایک ایوان اور صوبائی اسمبلی کو مشورے فراہم کرے گی اور انہیں کسی مخصوص بل کے بارے میں مطلع کرے گی کہ وہ بل اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں۔

3:.....ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل کر کے موجودہ قوانین کو بتدریج اسلامی انداز میں ڈھالا جاسکے گا۔ کونسل یہ بھی بتائے گی کہ قوانین کو اسلامی طرز پر ڈھالنے کے لیے انہیں کتنے مرحلوں میں منقسم کرنا ہوگا۔

4:.....ایسے اُصولوں کو جو اسلامی روح کے مطابق ہوں اور جن کو قانونی درجہ دینا ضروری ہو، کونسل سلیقے سے ترتیب دے گی، تاکہ پارلیمنٹ اور اسمبلیاں ان سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔

5:.....جب کوئی سوال صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشورہ کے لیے کونسل کو پیش کیا جائے گا تو کونسل کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ پندرہ دنوں کے اندر صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جس نے بھی مشورہ طلب کیا ہو) کو اطلاع دے کہ وہ مشورہ کب تک فراہم کردے گی۔

6:.....اگر فوری ضرورت ہوگی اور صدر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی محسوس کرے گی کہ قانون کے بارے میں کونسل کا مشورہ دیر سے ملنے کا امکان ہے تو وہ مشورہ کے پہنچنے سے پہلے ہی قانون بناسکتے ہیں۔ یہ قدم عوامی مفاد کے تقاضوں کے تحت اُٹھایا جاسکتا ہے۔ اگر قانون منظور ہوجاتا ہے اور کونسل اس کے بارے میں رائے دیتی ہے کہ وہ اسلام کے اُصولوں کے منافی ہے تو صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جو بھی متعلق ہو) اس قانون کو ایک بار پھر ایوان میں پیش کروائے گا۔

7:.....اپنے قیام کے بعد کونسل سات سال کے اندر آخری رپورٹ پیش کرے گی اور ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔ رپورٹ چاہے آخری ہو یا عبوری، اسے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یہ رپورٹ تمام صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیش ہوگی، تاکہ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں اس پر بحث ہوسکے۔ پارلیمنٹ اور ہر اسمبلی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد آخری رپورٹ پیش ہونے کے دو سال بعد تک اس کے مطابق قانون بنائے گی۔‘‘

(آئین پاکستان (1973ء) اردو صفحہ:۱۴۳،۱۴۴)

الحمدللہ! اس ادارہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیتے ہوئے کئی ایک بنیادی مسائل کو قرآن وسنت اور شریعت اسلامی سے ہم آہنگ کرنے کے لیے پارلیمنٹ کو سفارشات بھجوائیں، لیکن وہی چکی کے دو پاٹ، کسی ایک سفارش کو بھی پارلیمنٹ نے بھولے سے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ آج بھی تمام مکاتب فکر اور مذہبی جماعتیں اس بات کا بڑی شد ومد اور قوت واستدلال سے حکومت سے مطالبہ کرتی ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو بحث وتمحیص کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کرکے انہیں قانون کا حصہ بنایا جائے، تاکہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کچھ پیش رفت ہوسکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا بھی منہ بند ہوسکے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے کی کیا ضرورت ہے؟ اور حکومت پاکستان نے کیوں اس کو باقی رکھا ہوا ہے؟ بہرحال اسلامی نظریاتی کونسل جس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی ہے اور حکومت پاکستان کو متفقہ طور پر اسلامی قوانین کی طرف راہنمائی اس سے ملتی ہے، اس کو نہ صرف یہ کہ باقی رکھا جائے، بلکہ اس کی تمام سفارشات کو اہمیت اور اولیت دے کر ان پر قانون سازی بھی شروع کی جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے حالیہ اجلاس میں اور سفارشات کے علاوہ ایک سفارش یہ بھی کی گئی ہے کہ عدالتیں خلع اور تنسیخ نکاح میں فرق کریں، جیسا کہ روزنامہ جنگ میں ہے:

’’(اسلام آباد، نمائندہ جنگ)..........کونسل نے یہ بھی قرار دیا کہ عدالتیں خلع اور تنسیخ نکاح میں فرق کریں۔ اجلاس نے مسلم عائلی قوانین آرڈی نینس کی دفعہ:۸ پر غور کیا اور فیصلہ کیا کہ تفویض طلاق شرعاً درست ہے، تاہم واضح انداز میں ایک ایسی اضافی دفعہ کی عبارت تجویز کی جائے جس میں ابہام نہ ہو، جس کی وجہ سے میاں بیوی میں اختلاف واقع ہو۔ کونسل نے رائے دی کہ دونوں قوانین مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء اور قانون انفساخ نکاح مسلمانان ۱۹۳۹ء میں اس دفعہ کو شامل کیا جائے اور فسخ نکاح کی دیگر صورتوں (خلع، مباراۃ، ظہار، ایلاء اور لعان) کو بھی شامل کرلیا جائے۔ نکاح نامہ فارم نئے سرے سے مرتب کیا جائے، اور متعلقہ وزارت کو خط ارسال کیا جائے کہ کونسل کی رائے کے مطابق کمپیوٹرائزڈ نکاح فارم مرتب کیا جائے۔ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل مولانا محمد خان شیرانی نے اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ میں فیصلوں سے آگاہ کیا۔..........کونسل نے قرار دیا ہے کہ

مروجہ عدالتی خلع جس میں شوہر کی رضامندی کے بغیر عدالت یکطرفہ ڈگری جاری کرتی ہے، درست نہیں ہے۔ عدالتوں کو چاہیے کہ وہ خلع اور فسخ، ایلاء، لعان اور ظہار کی تعریفات پر مشتمل انفساخ نکاح مسلمانان ۱۹۳۹ء میں ایک اضافی دفعہ کا ڈرافٹ تیار کریں۔ مولانا شیرانی نے وضاحت کی کہ خلع ایک سودا ہے جس میں خاوند اور بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے........" (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۸/مئی ۲۰۱۵ء مطابق ۹/شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ)

حقیقت یہ ہے کہ مسلم عوام اس مسئلہ میں بہت ہی زیادہ الجھن اور پریشانی کا شکار ہے، ایک طرف تو معمولی معمولی باتوں کی بنا پر لڑکی اور اس کے والدین یا بہن بھائی عدالت میں خلع لینے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شوہر ناراضی کی بنا پر باوجود عدالت کے نوٹس بھجوانے کے عدالت نہیں جاتا، جس کی بنا پر عدالت یکطرفہ ڈگری جاری کرتے ہوئے اس کی بیوی کو خلع کا سرٹیفکیٹ دے دیتی ہے۔ اب اس لڑکی کا شوہر دارالافتاؤں کا رُخ کرتا ہے اور ان سے اس سوال کا فتویٰ طلب کرتا ہے کہ کیا عدالت کا شوہر کی رضامندی معلوم کیے بغیر خلع کا فیصلہ دینا جائز ہے؟ ظاہر ہے خلع تو فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے، نہ کہ یکطرفہ ڈگری جاری کرنے سے۔ اور بعض اوقات کسی شریف لڑکی کو شوہر ایسا "معنت" ملتا ہے کہ نہ تو وہ شریفانہ انداز میں اس کے حقوق ادا کرتا ہے اور نہ ہی اس کو طلاق دے کر آزاد کرتا ہے تو اب عدالت اس کے لیے کیا فیصلہ اختیار کرے؟ اسی طرح کی کئی اور قانونی پیچیدگیاں، خامیاں اور مشکلات ایسی ہیں جو فریقین کو اکثر وبیشتر پیش آتی ہیں۔ انہی مشکلات کے بارہ میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ رقم طراز ہیں:

۱:...... ہمارے یہاں یہ تو ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جس شخص کو جج کے منصب پر فائز کیا جائے وہ رائج الوقت قانون کا ماہر ہو اور ایک عرصہ تک اس نے بحیثیت وکیل کے تجربہ بھی بہم پہنچایا ہو، لیکن شریعتِ اسلامی نے منصب قضا کے لیے جو شرائط مقرر کی ہیں، مثلاً: اس کا مسلمان ہونا، عادل ہونا، شرعی قانون کا ماہر ہونا، ان شرائط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، چنانچہ جس جج کی عدالت میں خلع کا مقدمہ جاتا ہے، اس کے بارے میں ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ اور شرعی قانون کا ماہر ہونا تو درکنار وہ ناظرہ قرآن بھی صحیح پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ کسی غیر مسلم کا فیصلہ مسلمانوں کے نکاح وطلاق کے معاملات میں شرعاً نافذ ومؤثر نہیں، اس لیے ضروری ہے کہ یہ اُصول طے کر دیا جائے کہ خلع کے جو مقدمات عدالتوں میں جاتے ہیں ان کی سماعت صرف ایسا جج کرسکے گا جو مسلمان ہو، نیک اور خدا ترس ہو، اور شرعی مسائل کی نزاکتوں سے بخوبی واقف ہو، چونکہ خلع سے حلال وحرام وابستہ ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس میں شرعی اُصول وقواعد کی پابندی کی جائے۔

۲:...... موجودہ عدالتی نظام میں سب سے زیادہ مؤثر کردار قانون کے ماہرین (وکلاء) حضرات کا ہے کہ وہی فریقین کی طرف سے عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور عدالت کی قانونی راہ نمائی کرتے ہیں، لیکن وکیل صاحبان کا طرزِ عمل عموماً یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مؤکل کا موقف قطعاً غلط اور باطل ہے، وہ اس باطل کی پیروی کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں اور پھر اس باطل کو حق اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے نہ صرف خود عدالت میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں، بلکہ اپنے مؤکل کو بھی جھوٹا بیان تلقین کرتے ہیں اور یہ جھوٹا بیان اس کو اس طرح رَٹاتے ہیں جس طرح قرآن حفظ کرنے والا بچہ مکتب میں قرآن کریم کے الفاظ کو رَٹتا ہے۔ کوئی خاتون خلع کی درخواست عدالت میں پیش کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے بھی وکیل صاحبان کی خدمات حاصل کرنا ناگزیر ہوتا ہے اور وکیل صاحبان اس سے بھی جھوٹا بیان دلواتے ہیں۔ خیال کیجیے کہ عورت کا جو دعویٰ اس طرح کے وکیلانہ جھوٹ پر مبنی ہو اور عدالت اس جھوٹ کو سچ سمجھ کر اسے خلع کی یک طرفہ ڈگری دے دے تو کیا یہ عدالتی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کو تبدیل کرنے میں مؤثر ہوسکتا ہے؟

۳:...... عدالت کا منصب فریقین کے ساتھ انصاف کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ عدالت کا جھکاؤ کسی ایک فریق مقدمہ کی طرف نہ ہو، لیکن مغربی پروپیگنڈے کے زیر اثر ہمارے یہاں گویا یہ اُصول طے کرلیا گیا ہے کہ خلع کے مقدمے میں مرد ہمیشہ ظالم ہوتا ہے اور عورت ہمیشہ معصوم ومظلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلع کے تقریباً سو فیصد فیصلے عورت کے حق میں کیے جاتے ہیں۔ جب عدالت نے ذہنی طور پر شروع ہی سے عورت کی طرف داری کا اُصول طے کرلیا ہو تو سوچا جاسکتا ہے کہ اس کا فیصلہ انصاف کی ترازو میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اور وہ شرعاً کیسے نافذ ومؤثر ہوسکتا ہے؟ اور اس کے ذریعہ عورت پہلے شوہر کے لیے حرام اور دوسرے کے لیے حلال کیسے ہوسکتی ہے؟

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

روزہ.... حصولِ تقویٰ کا ذریعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

الحمدللہ! جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے، اس کے دل میں رمضان المبارک کا احترام اور اس کا تقدس ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس ماہِ مبارک میں اللہ کی عبادت کچھ زیادہ کرے اور کچھ نوافل زیادہ پڑھے، جو لوگ عام دنوں میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنے سے کتراتے ہیں، وہ لوگ بھی تراویح جیسی لمبی نماز میں روزانہ شریک ہوتے ہیں، یہ سب الحمدللہ! اس ماہ کی برکت ہے کہ لوگ عبادت میں، نماز میں، ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے ہیں۔

ایک مہینہ اس طرح گزار لو:

لیکن ان سب نفلی نمازوں، نفلی عبادات، نفلی ذکر و اذکار اور نفلی تلاوت قرآن کریم سے زیادہ مقدم ایک اور چیز ہے۔ جس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس مہینے کو گناہوں سے پاک کرکے گزارنا کہ اس ماہ میں ہم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اس مبارک مہینے میں آنکھ نہ بہکے، نظر غلط جگہ پر نہ پڑے، کان غلط چیز نہ سنیں، زبان سے کوئی غلط کلمہ نہ نکلے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی معصیت سے مکمل اجتناب ہو، یہ مبارک مہینہ اگر اس طرح گزار لیا، پھر چاہے ایک نفلی رکعت نہ پڑھی ہو اور تلاوت زیادہ نہ کی ہو اور نہ ذکر و اذکار کیا ہو، لیکن گناہوں سے بچتے ہوئے اللہ کی معصیت اور نافرمانی سے بچتے ہوئے یہ مہینہ گزار دیا تو آپ قابل مبارک باد ہیں اور یہ مہینہ آپ کے لئے مبارک ہے۔ گیارہ مہینے تک ہر قسم کے کام میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ اللہ تبارک کا ایک مہینہ آیا ہے، کم از کم اس کو تو گناہوں سے پاک کرلو، اس میں تو اللہ کی نافرمانی نہ کرو، اس میں تو کم از کم جھوٹ نہ بولو، اس میں تو غیبت نہ کرو، اس میں تو بدنگاہی کے اندر مبتلا نہ ہو، اس مبارک مہینے میں تو کانوں کو غلط جگہ پر استعمال نہ کرو، اس میں تو رشوت نہ کھاؤ، اس میں سود نہ کھاؤ، کم از کم یہ ایک مہینہ اس طرح گزار لو۔

یہ کیسا روزہ ہوا؟

اس لئے کہ آپ روزے تو ماشاءاللہ بڑے ذوق وشوق سے رکھ رہے ہیں لیکن روزے کے کیا معنی ہیں؟ روزے کے معنی یہ ہیں کہ کھانے سے اجتناب کرنا، پینے سے اجتناب اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے اجتناب کرنا، روزے میں ان تینوں چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جو فی نفسہ حلال ہیں، کھانا حلال، پینا حلال اور جائز طریقے سے زوجین کا نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنا حلال، اب روزے کے دوران آپ ان حلال چیزوں سے تو پرہیز کر رہے ہیں، نہ کھا رہے ہیں اور نہ پی رہے ہیں، لیکن جو چیزیں پہلے سے حرام تھیں، مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بدنگاہی کرنا، جو ہر حال میں حرام تھیں، روزے میں یہ سب چیزیں ہو رہی ہیں، اب روزہ رکھا ہوا ہے اور جھوٹ بول رہے ہیں، روزہ رکھا ہوا ہے اور غیبت کر رہے ہیں، روزہ رکھا ہوا ہے اور بدنگاہی کر رہے ہیں اور روزہ رکھا ہوا ہے لیکن وقت پاس کرنے کے لئے گندی گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں، یہ کیا روزہ ہوا؟ کہ حلال چیز تو چھوڑ دی اور حرام چیز نہیں چھوڑی۔ اس لئے حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو مجھے اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔'' اس لئے اب جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا جو پہلے سے حرام تھا، تو کھانا چھوڑ کر اس نے کون سا بڑا عمل کیا۔

روزہ کا ثواب ملیامیٹ ہوگیا:

اگرچہ فقہی اعتبار سے روزہ درست ہوگیا، اگر کسی مفتی سے پوچھو گے کہ میں نے روزہ بھی رکھا تھا اور جھوٹ بھی بولا تھا، تو وہ مفتی یہی جواب دے گا کہ روزہ درست ہوگیا، اس کی قضا واجب نہیں، لیکن اس کی قضا واجب نہ ہونے کے باوجود اس روزے کا ثواب اور برکات ملیامیٹ ہوگئیں، اس واسطے کہ تم نے اس روزے کی روح حاصل نہیں کی۔

روزہ کا مقصد تقویٰ کی شمع روشن کرنا:

میں نے آپ کے سامنے جو یہ آیت تلاوت کی کہ:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے پچھلی امتوں پر فرض کئے گئے، کیوں روزے فرض کئے گئے؟ تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔''

یعنی روزہ اصل میں اس لئے تمہارے ذمہ مشروع کیا گیا تاکہ اس کے ذریعہ تمہارے دل میں تقویٰ کی شمع روشن ہو، روزے سے تقویٰ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

روزہ تقویٰ کی سیڑھی ہے:

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ روزے سے تقویٰ اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ روزہ انسان کی قوت حیوانیہ اور قوت بہیمیہ کو توڑتا ہے، جب آدمی بھوکا رہے گا تو اس کی وجہ سے اس کی حیوانی خواہشات اور حیوانی تقاضے کچلے جائیں گے۔ جس کے نتیجے میں گناہوں پر اقدام کرنے کا داعیہ اور جذبہ سست پڑ جائے گا۔

لیکن ہمارے حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین، نے فرمایا کہ صرف قوت بہیمیہ توڑنے کی بات نہیں ہے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ جب آدمی صحیح طریقے سے روزہ رکھے گا تو یہ روزہ خود تقویٰ کی ایک عظیم الشان سیڑھی ہے۔ اس لئے کہ تقویٰ کے کیا معنیٰ ہیں؟ تقویٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ کی عظمت کے استحضار سے اس کے گناہوں سے بچنا یعنی یہ سوچ کر کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر مجھے جواب دینا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، اس تصور کے بعد جب انسان گناہوں کو چھوڑتا ہے تو اسی کا نام تقویٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''واما من خاف مقام ربہ ونهى النفس عن الهوىٰ'' (النازعات:۴۰)... یعنی جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور کھڑا ہونا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ اپنے آپ کو ہوائے نفس اور خواہشات سے روکتا ہے یہی تقویٰ ہے....

میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے:

لہٰذا ''روزہ'' حصولِ تقویٰ کے لئے بہترین ٹریننگ اور بہترین تربیت ہے، جب روزہ رکھ لیا تو آدمی پھر کیسا ہی گناہگار، خطاکار اور فاسق وفاجر ہو، جیسا بھی ہو لیکن روزہ رکھنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ سخت گرمی کا دن ہے اور سخت پیاس لگی ہوئی ہے اور کمرہ میں اکیلا ہے، کوئی دوسرا پاس موجود نہیں اور دروازے پر کنڈی لگی ہوئی ہے اور کمرہ میں فریج موجود ہے اور اس فریج میں ٹھنڈا پانی موجود ہے، اس وقت انسان کا نفس یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس شدید گرمی کے عالم میں ٹھنڈا پانی پی لوں، لیکن کیا وہ شخص فریج سے ٹھنڈا پانی نکال کر پی لے گا؟ ہرگز نہیں پیئے گا۔ حالانکہ اگر وہ پانی پی لے تو کسی بھی انسان کو کانوں کان خبر نہ ہوگی، کوئی لعنت اور ملامت کرنے والا نہیں ہوگا اور دنیا والوں کے سامنے وہ روزہ دار ہی رہے گا اور شام کو باہر نکل کر آرام سے لوگوں کے ساتھ افطاری کھالے تو کسی شخص کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ اس نے روزہ توڑ دیا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ پانی نہیں پیتا ہے، کیوں نہیں پیتا؟ پانی نہ پینے کی اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہیں ہے کہ وہ یہ سوچتا ہے کہ اگرچہ کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن میرا مالک جس کے لئے میں نے روزہ رکھا ہے، وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

میں ہی اس کا بدلہ دوں گا:

اسی لئے اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں: ''الصوم لی وانا اجزی بہ۔'' (ترمذی، کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل الصوم، حدیث:۷۶۴)

یعنی روزہ میرے لئے ہے، لہٰذا میں ہی اس کی جزا دوں گا اور اعمال کے بارے میں تو یہ فرمایا کہ کسی عمل کا دس گنا اجر، کسی عمل کا ستر گنا اجر اور کسی عمل کا سو گنا اجر ہے۔ حتیٰ کہ صدقہ کا اجر سات سو گنا ہے، لیکن روزے کے بارے میں فرمایا کہ روزے کا اجر میں دوں گا، کیونکہ روزہ اس نے صرف میرے لئے رکھا تھا۔ اس لئے کہ شدید گرمی کی وجہ سے جب حلق میں کانٹے لگ رہے ہیں اور زبان پیاس سے خشک ہے اور فریج میں ٹھنڈا پانی موجود ہے اور تنہائی ہے اور کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود میرا بندہ صرف اس لئے پانی نہیں پی رہا ہے کہ اس کے دل میں میرے سامنے کھڑا ہونے اور جواب دہی کا ڈر اور احساس ہے۔ اس احساس کا نام تقویٰ ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہوگیا تو تقویٰ بھی پیدا ہوگیا۔ لہٰذا تقویٰ روزے کی ایک شکل بھی ہے اور اس کے حصول کی ایک سیڑھی بھی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے روزے اس لئے فرض کئے تاکہ تقویٰ کی عملی تربیت دیں۔

ورنہ یہ تربیتی کورس مکمل نہیں ہوگا:

اور جب تم روزے کے ذریعہ یہ عملی تربیت حاصل کر رہے ہو تو پھر اس کو اور ترقی دو اور آگے بڑھاؤ، لہٰذا جس طرح روزے کی حالت میں شدت پیاس کے باوجود پانی پینے سے رک گئے تھے اور اللہ کے خوف سے کھانا کھانے سے رک گئے تھے، اسی طرح جب کاروبار زندگی میں نکلو اور وہاں پر اللہ کی معصیت اور نافرمانی کا تقاضا اور داعیہ پیدا ہو تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس معصیت سے رک جاؤ۔ لہٰذا ایک مہینے کے لئے ہم تمہیں ایک تربیتی کورس سے گزار رہے ہیں اور یہ تربیتی کورس اس وقت مکمل ہوگا جب کاروبار زندگی میں ہر موقع پر

اس پر عمل کرو ورنہ اس طرح یہ تربیتی کورس مکمل نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے پانی پینے سے تو رک گئے اور جب کاروبارِ زندگی میں نکلے تو پھر آنکھ غلط جگہ پر پڑ رہی ہے۔ کان بھی غلط باتیں سن رہے ہیں، زبان سے بھی غلط باتیں نکل رہی ہیں۔ اس طرح تو یہ کورس مکمل نہیں ہوگا۔

روزہ کا ایئر کنڈیشنر لگا دیا، لیکن؟

جس طرح علاج ضروری ہے۔ اسی طرح پرہیز بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ اس لئے رکھوایا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو، لیکن تقویٰ اس وقت پیدا ہوگا، جب اللہ کی نافرمانیوں اور معصیتوں سے پرہیز کرو گے۔ مثلاً کمرہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آپ نے اس میں ایئر کنڈیشنر لگایا اور ایئر کنڈیشنر کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پورے کمرے کو ٹھنڈا کردے، اب آپ نے اس کو اون کردیا، لیکن ساتھ ہی اس کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے کھول دیئے۔ ادھر سے ٹھنڈک آرہی ہے اور ادھر سے نکل رہی ہے، لہٰذا کمرہ ٹھنڈا نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح یہ سوچے کہ روزہ کا ایئر کنڈیشنر تو آپ نے لگادیا۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف اللہ کی نافرمانی اور معصیتوں کے دروازے اور کھڑکیاں کھول دیں، اب بتایئے ایسے روزے سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا؟

اصل مقصد "حکم کی اتباع":

اسی طرح روزے کے اندر یہ حکمت کہ اس کا مقصد قوت بہیمیہ توڑنا ہے، یہ بعد کی حکمت ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ ان کے حکم کی اتباع ہو اور سارے دین کا مدار اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی اتباع ہے، وہ جب کہیں کہ کھاؤ، اس وقت کھانا دین ہے اور جب وہ کہیں کہ مت کھاؤ، اس وقت نہ کھانا دین ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور اپنی اتباع کا عجیب نظام بنایا ہے کہ سارا دن تو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس پر بڑا اجر و ثواب رکھا، لیکن ادھر آفتاب غروب ہوا۔ ادھر یہ حکم آگیا کہ اب جلدی افطاری کرو اور افطار میں جلدی کرنے کو مستحب قرار دیا اور بلاوجہ افطار میں تاخیر کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، کیوں ناپسندیدہ ہے؟ اس لئے کہ جب آفتاب غروب ہوگیا تو اب ہمارا یہ حکم آگیا کہ اب بھی اگر نہیں کھاؤ گے اور بھوکے رہو گے تو یہ بھوک کی حالت ہمیں پسند نہیں۔ اس لئے کہ اصل کام ہماری اتباع کرنا ہے، اپنا شوق پورا نہیں کرنا ہے۔

ہمارا حکم توڑ دیا:

عام حالات میں دنیا کی کسی چیز کی حرص اور ہوس بہت بُری چیز ہے، لیکن جب وہ کہیں کہ حرص کرو، تو پھر حرص ہی میں لطف اور مزہ ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

جب سلطان دین یہ چاہ رہے ہیں کہ میں حرص اور طمع کروں تو پھر قناعت کے سر پر خاک، پھر قناعت میں مزہ نہیں ہے، پھر تو طمع اور حرص میں مزہ ہے، یہ افطار میں جلدی کرنے کا حکم اسی وجہ سے ہے، غروب آفتاب سے پہلے تو یہ حکم تھا ایک ذرہ بھی اگر منہ میں چلا گیا تو گناہ بھی لازم اور کفارہ بھی لازم، مثلاً سات بجے آفتاب غروب ہو رہا تھا، اب اگر کسی شخص نے چھ بج کر انسٹھ منٹ پر ایک چنے کا دانہ کھالیا، اب بتایئے کہ روزہ میں کتنی کمی آئی؟ صرف ایک منٹ کی کمی آئی، ایک منٹ کا روزہ توڑا، لیکن اس ایک منٹ کے روزے کے کفارے میں ساٹھ دن کے روزے رکھنے واجب ہیں، اس لئے کہ بات صرف ایک چنے اور ایک منٹ کی نہیں ہے، بات دراصل یہ ہے کہ اس نے ہمارا حکم توڑا، ہمارا حکم یہ تھا کہ جب تک آفتاب غروب نہ ہوجائے اس وقت تک کھانا جائز نہیں، لیکن تم نے یہ حکم توڑ دیا، لہٰذا اب ایک ایک منٹ کے بدلے میں ساٹھ دن کے روزے رکھو۔

افطار میں جلدی کرو:

اور پھر جیسے ہی آفتاب غروب ہوگیا تو یہ حکم آگیا کہ اب جلدی کھاؤ، اگر بلاوجہ تاخیر کردی تو گناہ ہوگا کیوں؟ اس واسطے کہ ہم نے حکم دیا تھا کہ کھاؤ اب کھانا ضروری ہے۔

سحری میں تاخیر افضل ہے:

سحری کے بارے میں حکم یہ ہے کہ سحری تاخیر سے کھانا افضل ہے۔ جلدی کھانا خلاف سنت ہے، بعض لوگ رات کو بارہ بجے سحری کھا کر سوجاتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، چنانچہ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ بالکل آخری وقت تک کھاتے رہتے تھے۔ اس واسطے کہ یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ کھانے کی اجازت ہے بلکہ کھانے کا حکم ہے، اس لئے جب تک وہ وقت باقی رہے گا، ہم کھاتے رہیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع اور اطاعت اسی میں ہے، اب اگر کوئی شخص پہلے سحری کھالے تو گویا کہ اس نے روزے کے وقت میں اپنی طرف سے اضافہ کردیا، اس لئے پہلے سے سحری کھانے کو ممنوع قرار دیا۔ پورے دین میں سارا کھیل اتباع کا ہے، جب ہم نے کہا کہ کھاؤ تو کھانا ثواب ہے اور جب ہم نے کہا کہ مت کھاؤ تو نہ کھانا ثواب ہے۔ اس لئے حضرت حکیم الامت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ میاں کہہ رہے ہیں کہ کھاؤ اور بندہ کہے کہ میں تو نہیں کھاتا، یا میں کم کھاتا ہوں، یہ تو بندگی اور اطاعت نہ ہوئی۔ ارے بھائی! نہ تو کھانے میں کچھ رکھا ہے اور نہ ہی نہ کھانے میں کچھ رکھا ہے۔ سب کچھ ان کی اطاعت میں ہے، اس لئے جب انہوں نے کہہ دیا کہ کھاؤ تو پھر کھاؤ،

اس میں اپنی طرف سے زیادہ پابندی کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک مہینہ بغیر گناہ کے گزار لو:

البتہ اہتمام کرنے کی چیز یہ ہے کہ جب روزہ رکھ لیا تو اب اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ۔ آنکھوں کو بچاؤ، کانوں کو بچاؤ، زبان کو بچاؤ، ایک رمضان کے موقع پر ہمارے حضرت قدس سرہ نے یہاں تک فرمایا کہ میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کوئی اور نہیں کہے گا، وہ یہ کہ اپنے نفس کو اس طرح بہلاؤ اور اس سے عہد کرو کہ ایک مہینہ بغیر گناہ کے گزار لو، جب یہ ایک مہینہ گزر جائے تو پھر تیرا جو جی چاہے کرنا، چنانچہ حضرت والا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ جب یہ ایک مہینہ بغیر گناہ کے گزر جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ خود اس کے دل میں گناہ چھوڑنے کا داعیہ پیدا فرمادیں گے، لیکن یہ عہد کرو کہ یہ اللہ کا مہینہ آرہا ہے، جو عبادت کا مہینہ ہے، یہ تقویٰ پیدا کرنے کا مہینہ ہے، ہم اس میں گناہ نہیں کریں گے اور ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ وہ کن گناہوں میں مبتلا ہے، پھر ان سب کے بارے میں یہ عہد کرلے کہ میں ان میں مبتلا نہیں ہوں گا۔ مثلاً یہ عہد کرلے کہ رمضان المبارک میں آنکھ غلط جگہ پر نہیں اٹھے گی، کان غلط بات نہیں سنیں گے، زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ روزہ بھی رکھا ہوا ہے اور فواحشات کو بھی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔

اس ماہ میں رزق حلال:

دوسری اہم بات جو ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ کم از کم اس ایک مہینے میں تو رزق حلال کا اہتمام کرلو جو لقمہ آئے وہ حلال کا آئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ روزہ تو اللہ کے لئے رکھا اور اس کو حرام چیز سے افطار کررہے ہیں، سود پر افطار ہورہا ہے، یا رشوت پر افطار ہورہا ہے یا حرام آمدنی پر افطار ہورہا ہے۔ یہ کیسا روزہ ہوا؟ کہ سحری بھی حرام اور افطاری بھی حرام اور درمیان میں روزہ، اس لئے خاص طور پر اس مہینے میں حرام روزی سے بچو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگو کہ یا اللہ! میں رزق حلال کھانا چاہتا ہوں، مجھے رزق حرام سے بچالیجئے۔

حرام آمدنی سے بچیں:

بعض حضرات وہ ہیں، جن کا بنیادی ذریعہ معاش... الحمدللہ!... حرام نہیں ہے بلکہ حلال ہے، البتہ اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے کچھ حرام آمدنی کی آمیزش ہوجاتی ہے، ایسے حضرات کے لئے حرام سے بچنا کوئی دشوار کام نہیں ہے، وہ کم از کم اس ماہ میں تھوڑا سا اہتمام کرلیں اور حرام آمدنی سے بچیں... یہ عجیب قصہ ہے کہ اس ماہ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے، یہ مواسات اور غمخواری کا مہینہ ہے، ایک دوسرے سے ہمدردی کا مہینہ ہے، لیکن اس ماہ میں مواسات کے بجائے لوگ الٹا کھال کھینچنے کی فکر کرتے ہیں، ادھر رمضان المبارک کا مہینہ آیا اور اُدھر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی شروع کردی۔ لہٰذا کم از کم اس ماہ میں اپنے آپ کو ایسے حرام کاموں سے بچاؤ۔

اگر آمدنی مکمل حرام ہے تو پھر؟

بعض حضرات وہ ہیں جن کا ذریعہ آمدنی مکمل طور پر حرام ہے، مثلاً وہ کسی سودی ادارے میں ملازم ہیں، ایسے حضرات اس ماہ میں کیا کریں؟ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب قدس سرہٗ... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین... ہر آدمی کے لئے راستہ بتاگئے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں ایسے آدمی کو جس کی مکمل آمدنی حرام ہے، یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ہوسکے تو رمضان میں چھٹی لے لے اور کم از کم اس ماہ کے خرچ کے لئے جائز اور حلال ذریعہ سے انتظام کرلے، کوئی جائز آمدنی کا ذریعہ اختیار کرلے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اس ماہ کے خرچ کے لئے کسی سے قرض لے لے اور یہ سوچے کہ میں اس مہینہ میں حلال آمدنی سے کھاؤں گا اور اپنے بچوں کو بھی حلال کھلاؤں گا کم از کم اتنا تو کرلے۔

گناہوں سے بچنا آسان ہے:

بہرحال! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ لوگ اس مہینے میں نوافل وغیرہ کا تو اہتمام بہت کرتے ہیں، لیکن گناہوں سے بچنے کا اتنا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کو آسان فرمادیا ہے۔ چنانچہ اس ماہ میں شیطان کو بیڑیاں پہنادی جاتی ہیں اور ان کو قید کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا شیطان کی طرف سے گناہ کرنے کے وسوسے اور تقاضے ختم ہوجاتے ہیں، اس لئے گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔

روزے میں غصے سے پرہیز:

تیسری بات جس کا روزے سے خاص تعلق ہے وہ ہے غصے سے اجتناب اور پرہیز، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مواسات کا مہینہ ہے، ایک دوسرے سے غمخواری کا مہینہ ہے، لہٰذا غصہ اور غصہ کی وجہ سے سرزد ہونے والے جرائم اور گناہ، مثلاً جھگڑا، مار پٹائی اور تو تکار، ان چیزوں سے پرہیز کا اہتمام کریں۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا کہ:

''وان جھل علی احدکم جاھل وھو صائم، فلیقل انی صائم.''

(ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم، حدیث:۷۶۳)

یعنی اگر کوئی شخص تم سے جہالت اور لڑائی کی بات کرے تو تم کہہ دو کہ میرا روزہ ہے، میں لڑنے

کے لئے تیار نہیں، نہ زبان سے زنے کے ئے تیار ہوں اور نہ ہاتھ سے، اس سے پرہیز کریں، یہ سب بنیادی کام ہیں۔

رمضان میں نفلی عبادات زیادہ کریں:

جہاں تک عبادات کا تعلق ہے، تمام مسلمان ماشاء اللہ جانتے ہی ہیں کہ روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا ضروری ہے اور تلاوت قرآن کو چونکہ اس مہینے سے خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پورے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے جتنا زیادہ سے زیادہ ہوسکے، اس مہینے میں تلاوت کریں اور اس کے علاوہ چلتے، پھرتے اٹھتے، بیٹھتے زبان پر اللہ کا ذکر کریں اور تیسرا کلمہ: ''سبحان اللّٰہ، والحمدللّٰہ، ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' اور درود شریف اور استغفار کا چلتے پھرتے اس کی کثرت کا اہتمام کریں اور نوافل کی جتنی کثرت ہوسکے کریں اور عام دنوں میں رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا لیکن رمضان المبارک میں چونکہ انسان سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ تھوڑا پہلے اٹھ جائے اور سحری سے پہلے تہجد پڑھنے کا معمول بنالے اور اس ماہ میں نماز خشوع کے ساتھ اور مرد باجماعت نماز پڑھنے کا اہتمام کریں۔ یہ سب کام تو اس ماہ میں کرنے ہی چاہئیں۔ یہ رمضان المبارک کی خصوصیات میں سے ہیں، لیکن ان سب چیزوں سے زیادہ اہم گناہوں سے بچنے کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک کے انوار و برکات سے صحیح طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کورس، حلقہ منظور کالونی

کراچی (رپورٹ: مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی میں چارروزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد عائشہ صدیقہ بیکری میں منعقد ہوا۔ کورس میں مختلف عنوانات پر لیکچرز دیے گئے۔ کورس کی تیاری کے لئے حلقہ کے علماء ائمہ کرام کا اجلاس بلایا گیا۔ اجلاس میں شریک تمام حضرات نے کورس کے انعقاد کو خوش آئند اور ضرورت قرار دیا۔ خطباء حضرات نے کورس سے قبل خطبہ جمعہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو کورس میں شرکت کی ترغیب دی، اسی طرح حلقہ میں اشتہارات کے ذریعے کورس کے پیغام کو عام کیا گیا۔ الحمدللہ! ۲۵۰ سے زائد افراد نے کورس میں شرکت کی۔ شرکاء کورس کو داخلہ فارم دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے ''جھوٹے مدعیان نبوت'' کے موضوع پر آسان اور عام فہم انداز میں شرکاء کو لیکچر دیا۔ دور نبوت سے لے کر دور حاضر تک کے جھوٹے مدعیان نبوت کا تعارف اور تعاقب ذکر کیا۔ امت نے جس جذبہ عشق رسالت کا ثبوت دیتے ہوئے ان فتنوں کا مقابلہ کیا ان پر تفصیلی گفتگو کی۔

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کے استاذ الحدیث مناظر اسلام مولانا محمد علی اکبر جلبانی مدظلہ نے ''عقیدۂ امام مہدی علیہ الرضوان'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ مولانا نے کتب احادیث سے امام مہدی علیہ الرضوان کی نشانیاں بیان کیں۔ انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں مہدی کی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی، جس طرح وہ دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا، اسی طرح دعویٰ مہدویت میں بھی کذاب ثابت ہوا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی دامت برکاتہم نے ''تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت'' کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا۔ طوفانی صاحب نے محبت نبوی کے واقعات سنا کر عشق رسالت کی شمع کو سامعین کے دلوں میں روشن کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر اب تک امت عقیدۂ ختم نبوت پر دو رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے ہر قربانی پیش کر کے اس عقیدہ کی حفاظت کی ہے۔ طوفانی صاحب نے کہا کہ سب سے اہم کام عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہے۔

جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے استاذ الحدیث مفتی محمد سلمان یاسین صاحب نے اپنے لیکچر میں کہا کہ مرزا قادیانی کا کفر فرعون کے کفر سے زیادہ خطرناک تھا۔ مرزا نے تمام انبیاء کی توہین کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کا معاشی و معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔ اپنے محلے میں ایسے لوگوں پر خصوصی نظر رکھیں۔ اپنی نجی محافل میں اس عقیدہ پر گفتگو کیا کریں۔ آج افسوس کی بات ہے کہ مسلمان دکاندار قادیانی مصنوعات فروخت کررہا ہے۔ قادیانی مصنوعات فروخت کرنے کے لئے ان کا وکیل بن جاتا ہے۔ مسلمان قادیانیوں کی وکالت چھوڑ دیں، ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کردیں۔ قادیانی کمپنیوں کی مصنوعات خرید کر ان کے بیت المال کو مضبوط کرنے میں مسلمانوں کو حصہ نہیں لینا چاہئے۔

کورس کی آخری اور اختتامی تقریب سے خطیب ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ کورس کے انعقاد پر انتظامیہ کو مبارک باد دی اور شرکاء سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کورس میں پڑھا اور سنا ہے آپ کی ذمہ داری ہے کہ دوسروں تک اس آواز کو پہنچائیں۔ قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی تبلیغ کرتے ہوئے نہیں شرماتے اور آج کا مسلمان سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کرتا ہوا شرماتا ہے۔ اس کام کی نسبت بہت اونچی ہے۔ ہماری ذاتی کوئی حیثیت نہیں لیکن اس کام کی وجہ سے رب العالمین کی رحمت سے امید ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت شاہ جیؒ اور ان کے رفقاء کی صف میں اللہ رب العالمین کھڑا کریں گے۔ تقریب کے آخر میں شرکاء کورس سے سوالات وجوابات کئے گئے درست جواب دینے والوں کو انعام میں کتب کا ہدیہ دیا گیا۔ تمام شرکاء کورس کو خوبصورت اعزازی سند دی گئی۔ کورس میں علاقہ کے علماء کرام ائمہ عظام نے بھرپور شرکت کی۔ خصوصاً اہلحدیث مکتبہ فکر کے جامعۃ الاحسان الاسلامیہ کے طلباء اور مدیر محمد احسن سلفی اور مسجد کے خطیب بلاناغہ تشریف لاتے رہے۔ تقریب کا اختتام حضرت قاضی صاحب کی دعا پر ہوا۔ اللہ رب العالمین اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مسئلہ تکفیر اہل قبلہ:

ائمہ دین میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ سو جاننا چاہئے کہ اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے اور اصطلاح شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں کہ جو تمام قطعیات اسلام اور ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں۔ کیونکہ جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں، مثلاً شراب اور زنا کو حلال سمجھتے ہوں وہ شریعت میں اہل قبلہ ہی نہیں، اہل قبلہ کے یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط نماز پڑھتا ہو، اگرچہ وہ کسی حکم قطعی کا منکر ہو۔

اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبلہ کی گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے تکفیر نہیں کی جائے گی، جیسا کہ خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے انسان دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ اہل قبلہ کی زناکاری اور شراب خوری کی وجہ سے تکفیر نہیں کی جائے گی یا مثلاً کوئی شخص دیدہ و دانستہ نماز کو ترک کردے اس کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ فاسق و فاجر کہا جائے گا۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نماز پنج گانہ کو فرض نہیں سمجھتا یا چوری اور زنا کو حلال سمجھتا ہوں تو یہ شخص بالاجماع کافر ہوگا۔

علامہ خیالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"معنی هذه القاعدة ان لا يكفر في المسائل الاجتهادية اذا لانزاع في تكفير من انكر ضروريات الدين."

"اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا جو قاعدہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ جو شخص ضروریات دین کا انکار کرے، اس کے کفر میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔"

مسئلہ تکفیر کی غرض وغایت

عقیدہ کی اہمیت بیان کرتی ہوئی ایک لاجواب تحقیق

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس قاعدہ کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں کی طرح قبلہ رخ نماز پڑھتے ہیں، اگر ان سے بے خبری میں کوئی کلمہ ایسا نکل جائے کہ جس سے کفر لازم آتا ہو تو ان کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ جب تک صاف طور پر یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس کا التزام کرتے ہیں۔ کیونکہ لزوم کفر کفر نہیں، التزام کفر کفر ہے۔ خوب سمجھ لو!!"

ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں:

تاویل وہاں معتبر ہے کہ جہاں کوئی اشتباہ ہو اور قواعد عربیت اور قواعد شریعت میں اس کی گنجائش ہو۔ یعنی وہ تاویل کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو اور جو حکم شرعی ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہو اس میں تاویل معتبر نہیں، بلکہ ایسے امور میں تاویل کرنا انکار کے ہم معنی ہے۔ مثلاً اگر کوئی عین نصف النہار کے وقت جس وقت کوئی ابر اور غبار بھی نہ ہو اور دھوپ نکل رہی ہو، یہ کہے کہ اس وقت دن نہیں ہے بلکہ رات ہے۔ ممکن ہے اس وقت آسمان پر کوئی بجلی کوند رہی ہو اور یہ روشنی اس کی ہو، جس کو لوگ دھوپ سمجھے ہوئے ہوں۔ کیا کوئی عاقل اس تاویل کو تاویل کہے گا؟ بلکہ یہ کہے گا کہ ایک محسوس اور مشاہد چیز کا انکار کر رہا ہے۔ اس طرح کی تاویلیں اگر معتبر ہوں تو دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا اور دہریہ اور منکرین توحید اور منکرین رسالت بھی کافر نہ ہوں گے۔ آخر وہ بھی کسی دلیل اور تاویل ہی کی بنا پر توحید و رسالت کے منکر ہیں۔

علمائے اسلام کی فتوائے تکفیر میں احتیاط:

علماء ربانیین نے فتوائے تکفیر میں کبھی عجلت نہیں کی۔ فروعی مسائل میں کسی کو کافر نہیں بتایا۔ جب تک روز روشن کی طرح کسی کا کفر واضح نہیں ہو گیا، اس وقت تک کفر کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ قاعدہ مقرر فرمادیا کہ اگر مسلمان کے کلام میں (۹۹) وجہیں کفر کی ہوں اور ایک ادنیٰ سا احتمال صحیح معنی کا بھی ہو تو جب تک قطعی طور پر یہ نہ معلوم ہو جائے کہ متکلم نے معنی کفر ہی مراد لئے ہیں، اس وقت تک اس کے کفر کا فتویٰ دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی جگہ قطعی اور یقینی طور پر کفر ثابت ہو جائے تو پھر کفر کا فتویٰ دینا فرض اور واجب ہوگا۔

مرزا قادیانی صاحب کو لے لیجئے کہ ابتدا میں علماء نے مرزا قادیانی صاحب کے کلام کی تاویل کی مگر جب مرزا صاحب کا کفر اس درجہ واضح ہو گیا کہ تاویل کی گنجائش نہ رہی تو چار و ناچار تکفیر کرنی پڑی تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ ایمان اور کفر کا فرق واضح کرنا علماء کا فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عائد ہے۔

اگر علماء اس قدر احتیاط نہ کرتے تو آج کفر اور اسلام میں امتیاز نہ رہتا۔ جس ملحد کا جی چاہتا وہ اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام بتاتا۔ اللہ تعالیٰ علمائے دین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے کفر اور اسلام کے فرق کو واضح کیا اور جب بھی کسی عالم نے غلطی یا کسی خود غرضی کی وجہ سے کوئی غلط فتویٰ دیا، اسی وقت اس کی تردید کی۔ لہٰذا چند غلط فتوؤں کی بنا پر تمام صحیح فتوؤں کا رد کرنا سراسر خلاف عقل ہے۔

بعض فتوؤں کے دانستہ یا نادانستہ غلط ہونے

سے یہ نتیجہ نکالنا کہ سب فتوے غلط ہیں اور تکفیر کا کوئی فتویٰ قابل اعتبار نہیں، لہٰذا مرزائیوں کے کفر کا فتویٰ بھی قابل اعتبار نہیں۔ یہ نتیجہ نکالنا ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ چونکہ بعض حکام عدالت نے دانستہ یا نادانستہ غلط فیصلے [illegible] اور کر رہے ہیں اور روزانہ ان کی اپیلیں ہورہی ہیں ادھر فیصلہ اور ادھر اپیل۔ لہٰذا عدالت کا کوئی فیصلہ قابل اعتبار نہیں یا یہ کہے کہ پولیس کے چالان بہت سے غلط بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا عدالت یا پولیس کے کسی کے متعلق یہ کہنا کہ یہ مجرم ہے یا یہ شخص چور یا بدمعاش ہے، صحیح نہیں۔

تو کیا دنیا کے مجرم یہ کہہ کر رہا اور بری ہوسکتے ہیں کہ بعض حکام فیصلہ میں غلطی کرتے ہیں یا بدنیت ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہوجائے تو کارخانہ عالم درہم برہم ہوجائے۔ مرزا قادیانی صاحب کی طرح دنیا میں بہت سے کذاب مدعی ہوئے ہیں۔ تو کیا کوئی شخص سچے نبیوں کی اس بنا پر تکذیب کرسکتا ہے کہ سلسلۂ مدعیان نبوت میں بہت سے کاذب بھی ہیں، لہٰذا ہم کسی نبی کو نہیں مانتے۔

پس جس طرح دنیا میں صدق و کذب کی پڑتال کی جاتی ہے، اسی طرح فتاویٰ تکفیر کو بھی دیکھنا چاہئے جو کتاب وسنت کے معیار پر صحیح اترے اس کو قبول کیا جائے اور جو اس معیار پر نہ اترے اس کو قبول نہ کیا جائے۔

محض اتنا کہہ دینے سے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے، یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا میں کوئی کافر اور مرتد نہیں۔

کیا ڈاکٹروں اور بیرسٹروں کے اختلاف سے یہ فیصلہ کرنا جائز ہے کہ ڈاکٹروں اور بیرسٹروں کا کوئی قول اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ ان میں اختلاف ہے۔ لہٰذا دنیا میں اب کوئی مریض نہیں۔

اصل وجہ یہ ہے کہ بے دین اور بد دین لوگ ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ عوام کو علماء سے بدظن کیا جائے اور مسئلہ تکفیر کو آڑ بنا کر علماء کا تمسخر کیا جائے اور لوگوں کے جذبات کو ان کے خلاف ابھارا جائے تاکہ لوگ دین سے بیزار ہوجائیں اور علماء اتنے ذلیل ہوجائیں کہ ایمان اور کفر اور حلال وحرام کی کوئی بات زبان سے نہ نکال سکیں۔ ان بے چارے بے دینوں کو علماء سے کوئی ذاتی عداوت نہیں اور نہ ذاتی عداوت کی کوئی وجہ موجود ہے بلکہ نفرت وحقارت کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ علماء حلال وحرام کا نام کیوں لیتے ہیں۔ ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں، یہ گروہ ہماری رشوت ستانی اور شراب خوری اور بے پردگی وغیرہ وغیرہ کو کیوں حرام اور ناجائز کہتا ہے۔

مسئلہ تکفیر میں احتیاط کا دوسرا پہلو

مسئلہ تکفیر نہایت نازک ہے جس میں غایت درجہ احتیاط کی ضرورت ہے، جس طرح کسی مسلمان کو بلا قطعی اور واضح دلیل کے کافر کہنا وبال عظیم ہے، اسی طرح جس شخص کا کفر دلیل قطعی سے واضح ہوجائے اس کو مسلمان کہنا بھی نہایت خطرناک ہے۔ اس زمانہ میں ایک جماعت تو وہ ہے کہ جس کا مسلک یہ ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں مسلمانوں کی تکفیر کی جائے اور اس کے بالمقابل ایک دوسری جماعت تعلیم یافتہ اور آزاد خیال لوگوں کی ہے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص اسلام کا مدعی ہو اور اپنے آپ کو وہ مسلمان کہتا ہو کسی طرح اس کی تکفیر نہ کی جائے، اگرچہ وہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام کا منکر ہو اور اسلام پر نکتہ چینی کرتا ہو۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح مسلمان کو بے دلیل کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے۔ مسلمان ہونے کے لئے فقط مدعی اسلام ہونا کافی نہیں جب تک کہ اسلام کے تمام احکام کو دل وجان سے نہ مانے۔

حکومت کا وفادار وہی ہے کہ حکومت کے تمام قوانین اور آئین کو واجب العمل تسلیم کرتا ہو، محض زبان سے وفاداری کا دعویٰ کافی نہیں، جو شخص حکومت کی وفاداری کا مدعی ہو اور قانون شکنی کو بھی جائز قرار دیتا ہو اور علی الاعلان لوگوں کو قانون شکنی پر آمادہ کرتا ہو یا قانون کے ایسے جدید اور نئے معنی بیان کرتا ہو جو اب تک وزراء حکومت اور حکام عدالت کے حاشیہ خیال میں بھی نہ گزرے ہوں تو ایسا شخص حکومت کے نزدیک وفادار نہیں بلکہ جھوٹا اور مکار ہے اور فریبی اور عیار ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص توحید ورسالت کا تو اقرار کرے مگر شراب اور زنا کی حرمت کا انکار کرے یا یہ کہے کہ میں ارکان اربعہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض نہیں سمجھتا تو جو شخص شراب اور زنا کے منکر کو اور علیٰ ہذا ارکان اربعہ کی فرضیت کے منکر کو کافر نہ سمجھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شخص بھی شراب وزنا کی حرمت اور ارکان اربعہ کی فرضیت کا منکر ہے۔ اگر یہ خود منکر نہ ہوتا تو منکر کو ضرور کافر سمجھتا، جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین اور گستاخی کو جائز سمجھتا ہے، جو شخص مسیلمہ کذاب کو کافر نہ سمجھے اس کا صاف مطلب ہے کہ دعوائے نبوت اس شخص کے نزدیک بھی جائز ہے۔

مسئلہ تکفیر کی غرض وغایت یہ ہے کہ اسلام اور کفر کی حدود ملتبس نہ ہونے پائیں اور خدا کے وفادار اور باغی دوست اور دشمن ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہوجائیں ”لیمیز اللّٰہ الخبیث من الطیب“ لہٰذا جو شخص بے وجہ مسلمان کو کافر اور ضروریات دین کے منکر کو مسلمان بتاتا ہے، وہ اسلام کو کفر کی حدود میں اور کفر کو اسلام کی حدود میں داخل کرنا چاہتا ہے، دنیا کی تمام عدالتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ عدل اور ظلم کی حدود ملتبس نہ ہونے پائیں، اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ ایمان اور کفر کی حدود ملتبس نہ ہونے پائیں اور ایمان وتوحید کا آب

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

تحریکِ ختمِ نبوت.....آغاز سے کامیابی تک

قسط:۳۴

سعود ساحر

محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

یہ قصیدہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں پڑھا گیا، مرزا ناصر نے پہلے کہا کہ یہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں نہیں پڑھا گیا، اگر وہ سن لیتا تو اس قصیدے کو ناپسند کرتا اور مصنف کو جماعت سے خارج کر دیتا۔ پھر میں نے مرزا ناصر کو ۱۹۰۶ء کے ''بدر'' نامی قادیانی اخبار کا حوالہ دیا، جس میں یہ نظم شائع ہوئی اور یہ بات ناقابل یقین ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے اخبار میں شائع ہونے والی نظم نہ پڑھی ہو۔ اس پر مرزا ناصر نے کہا کہ اکمل نے یہ نظم لکھی، اس کی نظموں کا مجموعہ ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا تو مندرجہ بالا شعر حذف کر دیا گیا۔ کمیٹی اس پر غور کر سکتی ہے لیکن ہمارا تعلق مرزا غلام احمد کے وقت سے ہے۔ ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ مرزا غلام احمد نے اس شعر کو ناپسند یا نامنظور کیا تھا۔ بلکہ اسکے برعکس ۱۹۴۴ء میں مصنف نے بذات خود کہا تھا کہ اس نے یہ نظم اور شعر مرزا غلام احمد کی موجودگی میں پڑھا تھا اور مرزا غلام احمد نے اسے پسند کیا تھا اور وہ (مرزا غلام احمد) اس نظم کو اپنے گھر لے گیا تھا، تاہم مرزا ناصر نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ اس کی تردید ۱۹۵۴ء کے اخبار الفضل میں کر دی گئی تھی۔ مجھے اس موضوع پر مزید کچھ نہیں کہنا۔ گو مرزا ناصر نے اس بات کو ایک دوسرے طریقے سے واضح کرنے کی کوشش یہ کہہ کر کی کہ اس نظم میں ایک اور شعر ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد برتری کا دعویٰ نہیں کرتا، لیکن میں کچھ اور گزارش نہیں کرنا چاہتا، تاہم یہی حالات تھے جن کے تحت مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا، پھر مرحلہ وار اپنے رتبے کو خود بلند کرتا چلا گیا۔

اٹارنی جنرل نے مزید کہا کہ اب میں اختصار کے ساتھ مرزا غلام احمد یا قادیانیوں کے ختم نبوت اور خاتم النبیین کے تصور کے بارے میں معروضات پیش کروں گا۔ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، مگر قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نبی نہیں آئے گا اور جو نبی ہوگا، امتی نبی ہوگا اور اس کی نبوت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہوگی۔ مہر نبوت سے قادیانی یہی مطلب لیتے ہیں۔ نیا نبی اپنی شریعت لے کر نہیں آئے گا، اس وقت تک ان کا عقیدہ تھا کہ کئی نبی آئیں گے اور اس طرح بات کو خلط ملط کرتے رہے۔ اس موضوع پر مرزا محمود اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ: (یہ جرح کے دوران مرزا ناصر نے بھی پڑھ کر سنایا تھا) ''اگر میری گردن کے دونوں اطراف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپؐ کے بعد نبی آسکتے ہیں، ضرور آسکتے ہیں۔'' (انوار خلافت) پھر لکھتا ہے: ''یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔'' (حقیقۃ النبوۃ، ص:۲۲۸) پھر انوار خلافت کے صفحہ ۶۲ پر لکھتا ہے: ''اور یہ کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے، ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا، میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔''

(جاری ہے)

رمضان کی خوشی سے اللہ کی خوشی اور رضا حاصل ہوتی ہے

گوجرانوالہ..... جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد نے جامعہ فتح العلوم لوہیانوالہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک کے آنے سے پہلے نیکیوں اور اچھے اوصاف کی ایسی تیاری کی جائے کہ ماہ مبارک کے شایان شان اس کا استقبال کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ روزہ، سخاوت، تلاوت قرآن یہ ان نیکیوں میں سے ہیں جنھیں دیکھ کر رمضان خوش ہوتا ہے اور رمضان کی خوشی سے اللہ کی خوشی اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ مولانا آزاد نے کہا کہ طمع، حرص، ہوس، لالچ، خود غرضی، ناجائز منافع خوری کی لعنت کو ختم کر کے ہی ہم فیاضی اور سخاوت جیسے اوصاف کو حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چاہئے تو یہ کہ رمضان المبارک کے آتے ہی اشیاء کی قیمتوں میں کمی کر دی جائے مگر ہوگا اس کے برعکس ناقابل برداشت گرانی ہوگی ناجائز منافع خوری اپنے عروج پر ہوگی۔ اجتماع میں ۷ بچوں کی دستار بندی کی گئی اور طالبات میں اسناد تقسیم کی گئیں اجتماع سے دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

زکوٰۃ کے احکام!

مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی مدظلہ

زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

ہر وہ بالغ مسلمان مرد و عورت جس کے پاس قرضوں کو الگ کرنے کے بعد ''نصاب زکوٰۃ'' کے برابر قابل زکوٰۃ اشیاء (کل یا بعض) مہیا ہو جائیں تو قمری سال پورا ہوتے ہی اس پر ۲.۵ فیصد یعنی چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔ (شامی ۲/۳۰،۳۱)

قابل زکوٰۃ اشیاء صرف چار ہیں:

(۱) سونا، (۲) چاندی، (۳) نقدی (۴) مال تجارت۔

اگر آپ کے پاس صرف سونا ہی سونا ہے۔ سونے کے علاوہ بقیہ تین چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے تو ساڑھے سات تولہ ۸۷.۳۶ گرام (یعنی تقریباً ۸۸ گرام) سونا ہونے کی صورت میں زکوٰۃ فرض ہے، اس سے کم ہونے کی صورت میں آپ پر زکوٰۃ فرض نہیں، اگر آپ کے پاس سونے کے ساتھ بقیہ چیزوں میں سے کچھ بھی ہو مثلاً دو روپے ہوں تو زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب ان کے مجموعے کی قیمت ساڑھے باون تولہ ۶۱۲.۳۶ گرام (یعنی تقریباً ۶۱۳ گرام) چاندی کے برابر ہو۔

اگر آپ کے پاس صرف چاندی ہے یا صرف نقدی یا مال تجارت ہے یا مذکورہ چاروں اشیاء یا ان میں سے بعض کا مجموعہ ہے تو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہونے کا وہی فارمولا ہے کہ ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ (۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، چونکہ عموماً یہ صورت کم ہی پیش آتی ہے کہ کسی کے پاس صرف سونا ہو اس کے ساتھ کچھ بھی نہ ہو، اس لئے بقیہ صورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ساڑھے باون تولہ (۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی کی قیمت کو ہی ''نصاب زکوٰۃ'' کہہ دیتے ہیں اور اس نصاب کے حامل کو ''صاحب نصاب'' کہتے ہیں۔ (شامی ۲/۱۱)

ان چیزوں پر زکوٰۃ ہے:

☆......سونا اور چاندی جس شکل میں بھی ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے یہ استعمال میں ہوں یا حفاظت سے رکھے ہوئے ہوں۔

☆......بینک بیلنس، امانت، پارٹیوں پر بقایا، غیر ملکی کرنسی، ڈرافٹ، چیک، بچت سرٹیفکیٹ، دیا ہوا قرض، ان سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆......انشورنس پالیسی اور بانڈ میں اپنی اصل حلال رقم پر زکوٰۃ ہے۔ زائد ملنے والی رقم سود اور جوا ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔

☆......اگر بی سی نہ کھلی ہو تو جمع شدہ ساری قسطوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

☆......حج و عمرہ، شادی، جہیز، مکان کی تعمیر اور گھر کے ماہانہ اخراجات کے لئے جمع شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاویٰ عثمانی)

ان چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے:

☆......جو بھی چیز استعمال کی نیت سے خریدی جائے اس پر زکوٰۃ نہیں، اگر شروع میں تجارت کی نیت ہو پھر نیت استعمال کی ہو جائے تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

☆......اگر یہ نیت ہو کہ قیمت بڑھ گئی تو پلاٹ بیچ دیں گے اور قیمت نہ بڑھی تو استعمال کر لیں گے تو ایسے پلاٹ پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

☆......یوٹیلیٹی بلز، فون، بجلی، گیس، پانی کے بلز واجب الادا کرایہ، واجب الادا ٹیکس، تمام ٹیکسز یہ سب قرض ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں۔

☆......مہر معجّل (نقد) ہونے کی صورت میں اگر بیوی کو ابھی تک مہر نہ دیا ہو تو مہر کے برابر رقم بھی شوہر پر قرض ہے، اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، مہر جلد از جلد ادا کرے۔

☆......ملازمین اور مزدوروں کی تنخواہ ان کے مالک پر قرضہ ہے، مالک ان کی تنخواہوں کو الگ کر کے زکوٰۃ کا حساب کرے۔

☆......گزشتہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، اتنے سالوں کی زکوٰۃ بھی قرض ہے۔ اتنی رقم کی دوبارہ زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

☆......ایڈوانس کی زکوٰۃ کرایہ دار پر ہے مالک مکان پر نہیں۔

☆......بی سی اگر کھل گئی ہو تو جتنی قسطیں جمع کرائی ہیں، اتنی رقم کے علاوہ بقیہ سب رقم قرضہ ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مثلاً ایک لاکھ کی بی سی کے بیس ممبرز ہیں، آپ کی بی سی دسویں نمبر پر کھل گئی اور دس میںیاں باقی ہیں تو ایک لاکھ میں سے پچاس ہزار آپ پر قرضہ ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور پچاس ہزار آپ کے ذاتی ہیں، اس لئے اس کو زکوٰۃ کے حساب میں شامل کریں گے۔

☆......ضروریات زندگی کی تمام اشیاء، فرنیچر، ڈریس، گاڑی، رہائشی مکان، پہننے کے کپڑے، کتابیں، پیشے کے آلات، مشینری ان سب پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

☆......جو اشیاء روزمرہ استعمال میں نہ آتی ہوں اور وہ تجارت کے لئے بھی نہ ہوں تو ان پر بھی

زکوۃ واجب نہیں۔(ہدایہ، شامی)

مال تجارت کیا ہے؟

ہر وہ چیز مال تجارت ہے جو بیچ کر نفع کمانے کی نیت سے خریدی گئی ہو اور یہ نیت ابھی تک برقرار ہو خواہ اس چیز کو اسی شکل میں بیچنا ہو یا اس سے کچھ اور بنا کر اگر چیز خریدی ہی نہیں گئی بلکہ وراثت، وصیت یا ہبہ وغیرہ سے حاصل ہوئی ہے یا خریدی تو ہے لیکن بیچنے کی نیت سے نہیں اگرچہ اب بیچنے کی نیت کر لی ہو یا بیچنے کی نیت سے خریدی تھی لیکن اب نیت بدل گئی تو ایسا مال تجارت نہیں کہلائے گا (بعض فقہاء کے نزدیک وصیت اور گفٹ کے ذریعے ملکیت میں آنے والے اموال میں تجارت کی نیت شروع سے ہو تو ان پر بھی زکوۃ واجب ہے)۔(شامی:۱۴/۲، ۱۵، فتح القدیر:۱۲۵/۲)

تاریخ یاد رکھنے کا اہتمام:

چاند کی جس تاریخ کو زکوۃ کے نصاب کے بقدر مال جمع ہوا مثلاً یکم محرم، اس تاریخ کو یاد رکھنا ضروری ہے، کیونکہ سال گزرنے کے بعد جب یہی تاریخ دوبارہ آئے گی تو آپ پر زکوۃ واجب ہوگی اور ہر سال اسی تاریخ کو واجب ہوا کرے گی۔ اکثر لوگوں کو یہ تاریخ یاد نہیں ہوتی، اس لئے مجبوری کی وجہ سے وہ اپنے لئے ایسی تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس میں ان کے لئے حساب لگانا آسان ہو اور پھر ہر سال اسی تاریخ کو زکوۃ ادا کیا کریں البتہ احتیاطاً کچھ زیادہ ادا کردیں تاکہ کمی بیشی پوری ہو جائے۔ (شامی:۵/۲، احسن الفتاوی، فقہی مقالات:۱۶۱/۳، ۱۶۲)

سال کے درمیان نصاب پورا ہونا ضروری نہیں:

نصاب پر زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال کی پہلی اور آخری تاریخ کو صاحب نصاب ہونا ضروری ہے۔ سال کے بقیہ درمیانی عرصے میں نصاب کم زیادہ ہوتا رہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً اگر کسی کے پاس پچھلے سال یکم محرم کو ایک لاکھ روپے صافی رقم تھی اور اس سال یکم محرم کو بھی ایک لاکھ روپے یا اس سے زائد صافی رقم ہوگی تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ سال کے بقیہ ایام میں ایک لاکھ روپے سے کم و بیش ہوتے رہے تو اس کو نہیں دیکھا جائے گا۔(شامی:۳۶/۲)

سال کے درمیان نصاب بڑھ جائے:

صاحب نصاب شخص کے پاس سال کی پہلی اور آخری تاریخ کو نصاب پورا ہوا اور درمیانی عرصے میں اضافی رقم آجائے اگرچہ آخری تاریخ سے ایک دن پہلے آئے تو اس اضافی رقم کی بھی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے، اس اضافی رقم پر الگ سے سال گزرنا شرط نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے یکم محرم ۱۴۳۵ھ کو پچاس ہزار روپے کی زکوۃ ادا کی تھی یکم محرم ۱۴۳۶ھ سے اگر ایک دن پہلے مزید ۳۰ ہزار روپے ملکیت میں آگئے تو یکم محرم ۱۴۳۶ھ کو ۸۰ ہزار روپے کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ ۳۰ ہزار روپے پر الگ سے سال گزرنا شرط نہیں۔(شامی:۲۵/۲، ۲۶)

ملکیت اور قبضہ دونوں شرط ہیں:

زکوۃ واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ نصاب کے بقدر مال کی ملکیت مکمل طور پر آجائے۔ انتقال ملکیت اور قبضہ ان دو چیزوں سے مکمل ملکیت ثابت ہوتی ہے، لہٰذا جو اموال ملکیت میں آچکے ہوں یعنی ان کی پیمنٹ ادا کر دی گئی ہو لیکن قبضہ میں نہ ہوں ان پر زکوۃ واجب نہیں۔ مثلاً: گروی رکھی ہوئی چیز، عورت کے لئے اس کا مہر وغیرہ۔ اسی طرح وہ اموال جن پر قبضہ ہو لیکن وہ اس کی ملکیت نہ ہو تو اس پر بھی زکوۃ نہیں، مثلاً: مقروض کے لئے قرضہ کی رقم۔(شامی:۵/۲، ۷، ۸، جدید فقہی مسائل:۲۳/۲)

دکان کے اسٹاک کی زکوۃ کس قیمت کے اعتبار سے دی جائے؟

دکان وغیرہ کے سارے اسٹاک پر زکوۃ واجب ہے۔ البتہ زکوۃ کس قیمت فروخت کے اعتبار سے دی جائے گی؟ اس میں تین باتیں جائز ہیں:

الف:...... ریٹیل پرائز (عام گاہک کو جس قیمت پر چیز فروخت کی جاتی ہے اس) کے اعتبار سے قیمت لگائی جائے۔

ب:...... ہول سیل پرائز کے اعتبار سے قیمت لگائی جائے۔

ج:...... دکان کے سارے اسٹاک کو اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں ملنے والی قیمت لگائی جائے، تاہم احتیاط اس میں ہے کہ ہول سیل پرائز کے حساب سے اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔

(فقہی مقالات:۱۵۰/۳)

زکوۃ موجودہ مارکیٹ ریٹ کے لحاظ سے واجب ہوگی:

جس تاریخ کو زکوۃ واجب ہوا اس دن کی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب کیا جائے گا، جس دن اشیاء مذکورہ ملکیت میں آئی ہوں اس کے اعتبار سے نہیں۔ مثلاً تجارت کی نیت سے پلاٹ چار سال پہلے ۲۰ لاکھ میں خریدا تھا تو زکوٰۃ ۲۰ لاکھ روپے کے اعتبار سے نہیں بلکہ آج پلاٹ کا جو مارکیٹ ریٹ ہوگا، اس کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کس ریٹ سے دی جائے؟

زکوٰۃ کا نصاب اگر نقد رقم یا دکان کے اسٹاک وغیرہ کی وجہ سے بنا ہو تو ان کی زکوٰۃ رقم اور اسٹاک کی اس قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی جو زکوٰۃ واجب ہونے کی تاریخ کو تھی، جس دن زکوٰۃ ادا کی جارہی ہے، اس دن کی قیمت سے نہیں اور اگر زکوٰۃ کا نصاب سونے چاندی یا ان کے زیورات سے بنا ہو تو ان کی زکوٰۃ پہلے کے برعکس ادائیگی زکوٰۃ کے دن کی قیمت کے اعتبار سے دی جائے گی۔ جس تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اس تاریخ کی قیمت کے حساب سے نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے دس سال پہلے اپنی دکان کے اسٹاک کی زکوٰۃ ادا نہ کی تھی تو وہ اس سال اس کی زکوٰۃ دس سالہ پرانی قیمت کے اعتبار سے دے گا موجودہ قیمت کے اعتبار سے نہیں، لیکن کسی عورت نے دس سال پہلے ۱۰ تولہ سونے کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی تو وہ آج اس کی زکوٰۃ موجودہ وقت کے حساب سے دے گی۔ سونے کی دس سالہ پرانی قیمت کے حساب سے نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی)

لئے ہوئے قرضوں پر زکوٰۃ

لئے ہوئے قرضوں کی دو قسمیں ہیں:

الف:... معمول کے قرضے جن کو انسان اپنی ذاتی ضروریات کے لئے مجبوراً لیتا ہے، ان قرضوں پر زکوٰۃ نہیں۔

ب:... تجارتی قرضے جو کاروباری اغراض مثلاً: فیکٹری لگانے یا مشینریاں خریدنے کے لئے لئے جاتے ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ان قرضوں سے قابل زکوٰۃ اشیاء خریدی گئی ہیں مثلاً خام مال وغیرہ تو ان پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ اس خام مال کی زکوٰۃ تو ویسے بھی دینا ہی ہوگی اور اگر غیر قابل زکوٰۃ اشیاء خریدی گئی ہیں مثلاً مشینری، بلڈنگ وغیرہ تو ان قرضوں کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔

(فقہی مقالات: ۱۵۷،۱۵۵/۳)

قرضوں کی قسمیں:

دیئے ہوئے قرضوں کی تین قسمیں ہیں:

الف:... **دین قوی:** سونا، چاندی، نقدی یا مال تجارت کسی کو بیچا ہو اور اس کی حیثیت باقی ہو تو اس کو دین قوی کہتے ہیں۔

ب:... **دین متوسط:** مذکورہ چار چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً استعمال کے برتن، کپڑے کسی کو بیچے ہوں اور رقم کی وصولی باقی ہو تو اس کو دین متوسط کہتے ہیں۔

ج:... **دین ضعیف:** جو مذکورہ دو قسموں میں سے نہ ہو مثلاً بیوی کے لئے اس کا مہر، پراویڈنٹ فنڈ، ملازم کے لئے اس کی اجرت وغیرہ تو اس کو دین ضعیف کہتے ہیں۔

دین ضعیف پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، جس سال وصول ہو اس سال سے وہ قابل زکوٰۃ اموال میں شمار ہوگا۔ بقیہ دونوں قسم کے قرضوں کا حکم یہ ہے کہ دو تین سال بعد یہ قرضے وصول ہوں اور نصاب کے برابر ہوں تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ وصولی کے وقت واجب ہوگی (دین قوی کے بارے میں مزید تفصیل مفتیان کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے) آسانی اس میں ہے کہ ان دونوں قرضوں کے وصول ہونے سے پہلے ہی دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ ہر سال ان کی بھی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

(شامی: ۲۸/۲، احسن الفتاویٰ)

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا:

سودی بینک اور مالیاتی ادارے زکوٰۃ کی مد میں جو رقم کاٹتے ہیں اس سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ان میں رکھی رقم کی زکوٰۃ خود ادا کی جائے۔

فکسڈ ڈیپازٹ پر زکوٰۃ:

سودی بینک میں رقم جمع کرانے کا ایک طریقہ فکسڈ ڈیپازٹ ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ رقم کو بینک میں ایک مخصوص مدت تین، پانچ یا سات سال کے لئے اس شرط پر رکھتے ہیں کہ مدت مقررہ سے پہلے یہ رقم ناقابل واپسی ہوتی ہے، اس مدت کی تکمیل پر یہ رقم ایک مقررہ شرح سود کے ساتھ واپس مل جاتی ہے، اس پر جو سود ملتا ہے وہ تو ناجائز اور حرام ہونے کی وجہ سے بلانیت ثواب صدقہ کرنا ضروری ہے، اصل جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن اس کی ادائیگی

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

وصولی کے ساتھ ہی واجب ہوگی، وصول ہونے سے پہلے ادائیگی واجب نہیں، جائز ہے لہٰذا اگر وصولی سے پہلے کسی نے زکوٰۃ ادا کردی تو بھی ادا ہوجائے گی۔

(احسن الفتاویٰ)

بینک میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ:

بینک میں جمع کردہ رقوم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، سال گزرنے پر دیگر اصول کے ساتھ ان کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے۔

کرایے کی اشیاء پر زکوٰۃ:

جن چیزوں کو کرایے پر دے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً: دکان، مکان، گاڑی، زمین وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ خود ان اشیاء پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اس سے ملنے والی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہے۔

قیمتی پتھر اور نگینوں پر زکوٰۃ:

سونے اور چاندی کے زیور اگر تجارت کے لئے ہوں تو نگینوں وغیرہ کی قیمت بھی قابل زکوٰۃ ہے اور اگر استعمال کے لئے ہیں تو نگینوں اور بناوٹ وغیرہ کی قیمت قابل زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھر اگر تجارت کی غرض سے نہ ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (ہدایہ، شامی)

جن قرضوں کی وصولی کی اُمید نہیں:

دوسروں کے ذمہ آپ کے وہ قرضے جن کی وصولی کی امید نہ رہی ہو پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(ہدایہ، شامی)

شیئرز پر زکوٰۃ:

کمپنی کے شیئرز اگر مہنگا ہونے پر بیچنے (Gain Capital) کے لئے خریدے ہیں تو ان کی پوری بازاری قیمت (Market Value) پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر سالانہ منافع حاصل کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں تو کمپنی کے کل اثاثوں میں قابل زکوٰۃ اثاثوں کی جو نسبت ہے، شیئرز کی مارکیٹ ویلیو کی اس نسبت سے زکوٰۃ فرض ہے، لیکن احتیاط پوری مارکیٹ ویلیو کا لگانا مناسب ہے۔

(فقہی مقالات:۱۵۳،۱۵۲/۳)

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے قابل زکوٰۃ اشیاء کی مارکیٹ ویلیو کے اعتبار سے مجموعی لاگت نکال لیں اور پھر تمام لئے ہوئے قرضہ جات، ملازمین کی تنخواہیں، جملہ اقسام کے ٹیکسز اور بلز واجب الادا کرائے، بیوی کا مہر، مکان یا سامان وغیرہ کی جمیٹس، بی سی اگر مل چکی ہو تو اس کی بقیہ اقساط ان سب کا مجموعہ رقم کی صورت میں نکالیں اور اس کو قابل زکوٰۃ اشیاء کی عمومی لاگت سے منہا (مائنس) کردیں، جو رقم بچے وہ صافی رقم ہے اگر یہ صافی رقم "نصاب زکوٰۃ" یعنی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی کے برابر یا زائد ہو تو صافی رقم کو کیلکولیٹر پر ۴۰ سے تقسیم کردیں، جتنی رقم جواب میں آئے اسے زکوٰۃ کے طور پر ادا کردیں۔

زکوٰۃ کے مصارف:

ہر وہ مسلمان جو سید، علوی، عباسی نہ ہو اور اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے (۶۱۲.۳۶ گرام) چاندی یا اس کے مالیت کے بقدر سونا، نقد رقم، مال تجارت اور روزمرہ کی استعمال سے زائد اشیاء نہ ہوں وہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا مستحق ہے۔

(شامی:۲/۳۴۷،۳۴۶)

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا کسی حال میں جائز نہیں:

زکوٰۃ، صدقۃ الفطر کی رقم اپنے "اصول" یعنی جن سے پیدا ہوا ہے، یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور "فروع" یعنی اولاد، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ کو نہیں دی جاسکتی۔ بیوی شوہر کو، شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا۔ اسی طرح غیر مسلم کو بھی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ نہیں دے سکتے۔

(شامی:۲/۳۴۷،۳۴۳)

مسئلہ: زکوٰۃ، صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ صدقہ کی نیت سے مستحق کو رقم وغیرہ کا مالک بنادیا جائے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں، دل میں نیت کرلینا کافی ہے۔ (ہدایہ)

زکوٰۃ الگ کرتے وقت نیت کافی ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ کی نیت ہونا ضروری ہے، اگر زکوٰۃ کی رقم جدا کرتے وقت نیت کرلی جائے تو بھی کافی ہے۔ اگرچہ دیتے وقت نیت نہ ہو، ہاں! دیتے وقت زکوٰۃ کے علاوہ کسی دوسری چیز کی نیت کرنے، مثلاً قرض وغیرہ تو پھر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ (شامی:۲/۱۱،۱۲)

زکوٰۃ کا بہترین مصرف:

زکوٰۃ کا بہترین مصرف (اصول وفروع کے علاوہ) آپ کے مستحق رشتہ دار ہیں اس میں دہرا ثواب ہے، صلہ رحمی کا اور ادائیگی زکوٰۃ کا دوسرے نمبر پر بہترین مصرف دینی مدارس ہیں، اس میں بھی دگنا

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ثواب ہے اشاعت دین کا اور ادائیگی زکوٰۃ کا۔

مسئلہ: اگر کسی مستحق زکوٰۃ کو انعام یا ہدیہ کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (بہشتی زیور)

زیور کی زکوٰۃ بیوی کے ذمہ ہے:

واضح رہے کہ جو شخص صاحب نصاب ہے وہ اپنی زکوٰۃ کا ذمہ دار خود ہے، کوئی نہیں۔ مثلاً بیوی نصاب کے بقدر زیورات کی مالک ہو تو اس کی زکوٰۃ مالک کے ذمہ ہے، اس کے شوہر یا والد پر نہیں، ہاں اگر شوہر بیوی کی طرف سے اس کے علم میں لا کر اس کے زیورات کی زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(فقہی مقالات: ۱۹۳/۳)

قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی:

کسی غریب آدمی پر آپ کی کچھ رقم قرض ہے اور آپ کے مال کی زکوٰۃ بھی اتنے ہی روپے یا اس سے زیادہ ہے، اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کردیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، البتہ اس کو وہ رقم زکوٰۃ کی نیت سے دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لینا درست ہے۔ رہی یہ بات کہ خود اس قرض کی بھی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

(بہشتی زیور)

وکیل کا زکوٰۃ کی رقم میں تصرف کرنا:

کسی غریب کو دینے کے لئے آپ نے کچھ رقم کسی کو دی، لیکن اس نے بعینہٖ وہی رقم فقیر کو نہیں دی جو آپ نے دی تھی بلکہ اپنے پاس سے اتنی رقم آپ کی طرف سے دے دی اور یہ سوچا کہ وہ رقم میں رکھ لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ بشرطیکہ آپ کی رقم اس کے پاس موجود ہو اور اب وہ شخص اپنی رقم کے بدلے میں آپ کی وہ رقم لے لے، البتہ اگر آپ کی دی ہوئی رقم اس نے پہلے خرچ کردی، اس کے بعد اپنی رقم غریب کو دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا آپ کی رقم اس کے پاس رکھی ہوئی ہے لیکن اپنی رقم دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ رقم لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ (بہشتی زیور)

وکیل کا زکوٰۃ کی رقم اپنے رشتہ دار کو دینا یا خود لینا:

کسی نے ایک شخص کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کچھ رقم دی تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے دے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ آپ یہ رقم زکوٰۃ میں دے دینا نام بتانا ضروری نہیں کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ رقم اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو خود لے لینا درست نہیں، البتہ اگر رقم دینے والے نے یہ کہہ دیا کہ جو چاہو کرو اور جسے چاہو دے دو تو خود بھی لینا درست ہے۔ (بہشتی زیور)

زکوٰۃ کی مد سے کلینک رہسپتال چلانا:

دواخانہ میں زکوٰۃ کی مد اور قربانی کی کھالوں کا مصرف صرف یہ ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مستحق کو دے دی جائے یا ہسپتال کا بل مستحق کو ادا کردیا جائے۔ اس مد سے ڈاکٹروں اور کارکنوں کی تنخواہیں، مکان کا کرایہ، تعمیرات اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا:

قدرتی آفات، سیلاب وغیرہ میں آفت زدہ لوگوں کی امداد زکوٰۃ کی مد سے کرنا صحیح ہے، بشرطیکہ ظن غالب ہو کہ وہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہیں یعنی ان کے پاس نصاب زکوٰۃ کے برابر کوئی چیز نہیں، نیز ان کو زکوٰۃ کی رقوم یا اشیاء کا مالک بنا دیا جائے، اگر ان کی ملکیت میں نہیں دیا بلکہ ایسے ہی ان پر خرچ کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اسی طرح اگر کھانا بٹھا کر کھلایا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، کھانے کو ان کی ملک میں دینا ضروری ہے، پھر اگر وہ چاہیں تو اکٹھا بیٹھ کر کھائیں چاہیں تو ساتھ لے جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ☆☆

مردہ نے بول کر ختم نبوت کی گواہی دی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع المتوفی ۱۹۷۶ء رقم طراز ہیں: ترجمہ (حدیث) نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکا یک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہوگئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب وعشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ: ''چپ رہو، چپ رہو'' لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے، یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا، اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ ''محمد رسول اللّٰہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ '' یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت وانجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا، سچ کہا۔''

(ختم نبوت کامل ص: ۲۹۸، ۲۹۹ طبع کراچی)

محفل حسن قرأۃ... اتحاد ٹاؤن

رپورٹ: مولانا عبدالحیٔ مطمئن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اتحاد ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام ۱۵ر شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۳رجون ۲۰۱۵ء بروز بدھ بمقام عیدگاہ جامعہ صدیقۃ العلوم اتحاد ٹاؤن میں عظیم الشان محفل حسن قرأت منعقد ہوئی۔ بعد نماز عصر قاری محمد فاروق سواتی صاحب نے تلاوت کی اور حافظ محمد سلمان، حافظ محمد خالد اور حافظ عظیم اللہ متعلمین جامعہ صدیقۃ العلوم نے نظمیں پیش کیں۔

راقم الحروف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نصب العین اور اس مبارک محفل کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ سامعین سے عرض کیا کہ حفاظت قرآن کریم عقیدۂ ختم نبوت کی عظیم دلیل ہے۔ جس طرح قرآن محفوظ ہے، اسی طرح قرآنی تعلیمات بھی محفوظ ہیں اور یہ سب ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت، ایمان کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت ہے، عصر تا مغرب نقابت کے فرائض مولانا کفایت اللہ خطیب مسجد اللہ اکبر نے انجام دیئے۔

بعد نماز مغرب باقاعدہ محفل کا آغاز جامعہ خیر العلوم کے متعلم حافظ حبیب الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ محمد عثمان شاکر نے نعت اور جامعہ ابوہریرہ اتحاد ٹاؤن کے متعلم حافظ محمد اصغر نے حمد پیش کی۔ جبکہ گوجرانوالہ کے حافظ محمد معاذ اور جامعہ ابوہریرہ کے مدرس مولانا قاری محمد سہیل نے تلاوت کی۔ اس نشست میں نقابت کے فرائض جامعہ صدیقۃ العلوم کے مدرس مولانا عادل عمر نے سرانجام دیئے۔ مولانا موصوف نے عقیدۂ ختم نبوت کے تعارف، فتنۂ قادیانیت کے تعاقب اور امت مسلمہ کی ذمہ داری پر سیر حاصل گفتگو کی۔

بعد نماز عشاء آخری نشست کا آغاز قاری احسن الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا۔ ہدیہ حمد و نعت جامعہ خیر العلوم اتحاد ٹاؤن کے متعلم حافظ سید بلال شاہ نے پیش کی۔ جامعہ خیر العلوم کے مدیر حضرت مولانا مفتی فضل کریم نے مختصر پر اثر مدلل گفتگو میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مسلمانوں کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنا مال، جان اور وقت قربان کرنا مسلمان اپنے لئے باعث عزت و سعادت سمجھتا ہے، مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور توہین برداشت نہیں کر سکتے، اس لئے کہ مسلمان بے عمل اور گناہگار تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت سے متعلق بے غیرت نہیں ہو سکتا۔ جامعہ حقانیہ بلدیہ ٹاؤن کے استاذ حدیث حضرت مفتی فیض الحق نے اپنے خصوصی بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی، اتفاقی اور بنیادی عقیدہ اور ایمان ہے۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک ہر جگہ ہر زمانہ میں مسلمانوں نے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے۔ منکرین ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت ہر میدان میں شکست سے دوچار ہوئے ہیں۔ جھوٹا مدعی نبوت خواہ مسیلمہ کذاب ہو یا اسود عنسی، طلیحہ اسدی ہو یا سجاح بنت حارث یا مرزا غلام احمد قادیانی، سب جھوٹوں کے خلاف امت مسلمہ نے بہت قربانیاں پیش کی ہیں۔ آج ہم سب اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فتنۂ قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے۔

لاہور سے تشریف لائے ہوئے مہمان مکرم زینت القراء فضیلۃ الشیخ حضرت قاری محمد ابوبکر حیات نے بہترین انداز و آواز میں تلاوت فرما کر حاضرین کے دل جیت لئے۔

پشاور صوابی سے تشریف لائے ہوئے استاد القراء فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاری محمد ظہور الحسن نے اپنی منفرد آواز میں پرکیف تلاوت فرما کر سامعین کو محظوظ کیا۔ انداز بہت ہی دلنشین اور آواز مسحور کن تھی۔

آخر میں پاکستان کے مشہور شاعر انقلاب احسان اللہ جان فاروقی نے انقلابی ترانے اور نظمیں پیش کر کے سامعین کے جذبات کو گرمایا اور داد و تحسین وصول کی۔ اس آخری نشست میں نقابت کے فرائض راقم نے انجام دیئے۔ آخر میں تمام مہمانان گرامی، علماء کرام اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ رات ۱۲ بجے مولانا سعید الرحمٰن کی پرسوز دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ محفل میں علماء کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ سابق ایم پی اے مولانا عمر صادق نے بھرپور سرپرستی کی۔ اللہ تعالیٰ یہ ساری کوششیں، کاوشیں قبول فرمائے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆......☆☆

۳۴واں سالانہ

تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر!

اختتامی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

مولانا قاضی احسان احمد، کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام امسال ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ کے امتحانات کے اختتام سے متصل ۴؍شعبان ۱۴۳۶ھ کو رب کریم کی توفیق سے ’’مدرسہ عربیہ ختم نبوت‘‘ مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں ۲۲ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز ہوا، جس کا اختتام الحمدللہ ۲۶؍شعبان ۱۴۳۶ھ بروز اتوار ہوا۔ یہ ۳۴واں سالانہ کورس تھا جو ہر سال اللہ کریم کی عنایت سے بہت ہی آب وتاب کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

فتنہ قادیانیت کی ابتداء ہندوستان کی سرزمین سے ہوئی جہاں پر اکابرین امت نے اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ چونکہ فتنہ قادیانیت کی پشت پناہی ہندوستان کے اسلامی اقتدار پر قابض انگریز کر رہے تھے اس لئے علماء کرام اور عوام الناس کو مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے بہت بڑی قربانی دینی پڑی، فتنہ قادیانیت نے جس رنگ وروپ، جس زبان وانداز اور جس طریقہ کار سے امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی علماء امت نے اسی انداز میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی اور امت کے ایمان پر پہرہ دیا۔ مرزا غلام قادیانی اور پھر اس کے بعد حکیم نورالدین اور بشیرالدین محمود نے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور انہیں دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کئے اسکول، کالج، یونیورسٹیوں کا رخ کیا، اسی رخ اور سمت میں ان کا مقابلہ کیا گیا، یہاں پر پڑھنے والے مسلمان طلباء کی فتنہ قادیانیت سے متعلق علمی وعملی اور تعمیری ذہن سازی کی گئی جس کی بناپر یہ فتنہ پھل پھول نہ سکا اور قریب قریب اپنی موت آپ مرگیا۔ نوجوان نسل کسی بھی ملک وملت کا بہترین اور مضبوط ترین سرمایہ ہوتی ہے اس کو تعمیری اور فکری ذہن دینا یہ اصل کامیابی ہے اسی فارمولے کو اپناتے ہوئے علماء ختم نبوت کے سرخیل صدر المدرسین، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا خدابخشؒ جیسے عظیم المرتبت بزرگوں نے تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے امت کو باخبر رکھنے کے لئے کورس منعقد کرانے کا اہتمام کیا۔ یہ چناب نگر کی سرزمین پر منعقد ہونے والا ’’ختم نبوت کورس‘‘ اسی سلسلہ کی کڑی ہے جو ہندوستان کی سرزمین سے پاکستان ’’ملتان‘‘ منتقل ہوا اور پھر وہاں سے چناب نگر تا حال قائم ودائم اور جاری وساری ہے اور رب کریم اس کو تا قیام دنیا آباد وشاداب رکھے اور علوم نبوت کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے رکھے۔

بحمداللہ تعالیٰ! اس سال کورس کا آغاز ہوا تو حسب سابق ماہرین فن، اساطین امت، بزرگان دین، علوم نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کے خوگر متوجہ رہے۔ ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، سفیر ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا قاضی محمد ابراہیم اٹک، مولانا محمد رضوان عزیز، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا غلام محمد فیصل آباد، مولانا خبیب شاہ، مولانا شاہد ندیم، مولانا محمد احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، جناب حاجی اشتیاق احمد، جناب متین خالد، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ اور راقم کے اسباق ہوئے۔ کورس کی مجلس منتظمہ کے سرخیل مولانا عزیز الرحمان ثانی تھے جنہیں رب کریم نے انتہائی فکر اور لگن نصیب فرمائی ہے، مولانا اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد اقبال میلسی، بھائی غلام یاسین، مولانا محمد وسیم اسلم چناب نگر اور جناب قاری عبیدالرحمان اپنے ہونہار طلباء کرام کی ٹیم کے ساتھ ہمہ وقت خدمت میں مصروف عمل رہے۔

کورس میں عقیدہ ختم نبوت، جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ورفع ونزول، امام مہدی علیہ الرضوان کی پیدائش وظہور، فتنہ دجال کا خروج، مرزا غلام قادیانی کی زندگی، حجیت حدیث، فرق باطلہ کا شافی وافی تقابلی جائزہ، اتحاد امت، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان، اصحاب رسول کی تقدیس وتطہیر،

فتنہ گوہر شاہی، ڈاکٹر جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ایسے بیسیوں اہم ترین عنوانات پر بحث ہی سیر حاصل اور پر مغز دلائل و براہین کا حسین گلدستہ نہایت شائستہ انداز میں پیش کیا جاتا رہا تاکہ ہر آنے والا طالب علم دلائل سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جب اپنے مستقر کو لوٹے تو دل کی دنیا تحفظ ختم نبوت کے مشن سے آباد ہو اور یہ دلائل اس کے دل کی کھیتی کو صاف شفاف پانی مہیا کرتے ہوئے اسے تروتازہ، سرسبز وشاداب اور نکھرا ہوئے رکھے۔

بحمد اللہ! یہ بات تحدیث نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ ملک عزیز پاکستان میں ردّ قادیانیت کے موضوع پر بہت سے کورس منعقد ہوتے ہیں مگر جو خصوصیات اور امتیازات اس کورس کو حاصل ہیں وہ شاید ہی کسی اور کورس میں موجود ہوں یہ بات تو وہی بتلا سکتے ہیں جن دوستوں نے کہیں اور سے بھی کورس کیا ہو اور اس کورس میں بھی شریک رہے ہوں۔

اختتامی تقریب سے پہلے مرحلہ وار تین امتحان منعقد ہوئے، پہلے ہفتہ میں ''قادیانی شبہات کے جوابات'' جلد اول، دوسرے ہفتہ میں جلد دوم اور تیسرے ہفتہ میں جلد سوم کے پرچے لئے گئے۔ کامیاب طلباء کرام میں اسناد اور مجلس کی مطبوعات میں سے منتخب کتب کا سیٹ اور فی کس چار صد روپے ہدیہ محبت بھی پیش کیا گیا، امتحانات کے ساتھ ساتھ حسب سابق طلباء کے مابین تقریری مقابلہ بھی منعقد ہوا، امتحانات اور تقریری مقابلہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو مزید کتب سے بھی نوازا گیا۔ تین وقت کھانا، ٹھنڈا پانی، ڈسپنسری اور جنریٹر سمیت دیگر اہم ترین سہولیات کا مہمانان رسول کے لئے اہتمام کیا گیا تھا۔ رب کریم نے کرم فرمایا تقریباً ۳ صد کے قریب مختلف مدارس، اسکولز، کالجز وغیرہ کے طلباء شریک کورس رہے اور یوں اکابرین تحفظ ختم نبوت کی پرسوز دعاؤں سے یہ کورس اپنے اختتام کو پہنچا۔

اختتامی تقریب میں شہر چنیوٹ، لالیاں، احمد نگر، سرگودھا، فیصل آباد اور گردونواح کے احباب و متعلقین نے بھرپور شرکت کی اور اپنی دعاؤں سے آنے والے معزز مہمان طلباء کرام کو رخصت کیا۔ تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی اور حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا اللہ وسایا، مولانا شبیر احمد احمدانی فیصل آباد، مولانا ظہور الحق لاہور، مولانا مفتی ظفر اقبال چیچہ وطنی، مولانا قاری محمد زاہد چیچہ وطنی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مولانا سیف اللہ خالد، مولانا قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا عزیز الرحمان رحیمی فیصل آباد، مولانا عبدالعزیز لاشاری ڈیرہ غازی خان، حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ، اور چنیوٹ سے قاری عبدالحمید حامد، مولانا ملک خلیل احمد، مولانا فیض اللہ خان، مولانا محمد عمر اصغر، مولانا محمد عارف، مفتی محمد افضال، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالواحد نفیسی، مولانا محمد افضل برہانی اور دیگر جید علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ اللہ کریم اس گلشن بخاری کی آب وتاب کو باقی رکھے اور یہ گلشن یوں ہی چمکتا دمکتا لہلہاتا رہے۔ اس گلشن کی ایک ایک کلی آنے والے کل میں گلاب کے پھول کی طرح کھل کر زمانہ بھر میں تحفظ ختم نبوت کی صداء کو بلند سے بلندتر کرتی رہے اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کی صدائے بازگشت سے ایک زمانہ جیتا جاگتا رہے۔ امین بحرمۃ النبی الکریم۔ رب کریم ان تمام اکابر کی قبروں پر رحمت کی بارش نازل فرمائے جنہوں نے اس میدان عشق ومحبت میں زندگی کی تمام بہاریں لگا کر جذبہ وفاداری کو زندہ وجاوید رکھا۔ امین ثم امین یا رب العالمین۔ ☆☆

بقیہ: مسئلہ تکفیر کی غرض وغایت

ظہور کفر اور شرک کی نجاست کی آمیزش سے پاک اور صاف رہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ''انما المشرکون نجس۔'' (التوبہ) ''فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔'' (الحج)

ایمان احکم الحاکمین کی بے چون وچرا اطاعت اور حلف وفاداری کا نام ہے اور کفر اللہ رب العالمین سے بغاوت کا نام ہے۔ کفر کی حقیقت یہ ہے کہ احکم الحاکمین نے جو قانون اور حکم اپنے خلفائے اور وزراء کے توسط سے بندوں پر اتارا ہے اس کو واجب العمل نہ سمجھے اور قانون حکومت کو واجب العمل نہ سمجھنا یہی بغاوت ہے اور حکومت کا کفر ہے۔

خلاصہ یہ کہ مسئلہ تکفیر کی حقیقت صرف یہ ہے کہ احکم الحاکمین کے وفادار اور باغی کے فرق کو واضح کر دیا جائے اور مفتی مستفتی کو یہ بتلائے کہ تو اس قول یا اس فعل سے خدا کے وفاداروں میں نہیں رہا یا خدا کے باغیوں میں جا ملا۔

علماء کسی کو کافر بناتے نہیں البتہ بتاتے ہیں:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ یہ فرماتے تھے کہ: علماء کسی کو کافر نہیں بناتے اور نہ کوئی کسی کو کافر بنا سکتا ہے۔ کافر تو خود اپنے قول اور فعل سے بنتا ہے، البتہ علماء اس کو یہ بتادیتے ہیں کہ اس قول اور فعل سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ کافر بنانا علماء کے اختیار میں نہیں اور بتادینا جرم نہیں! اگر کوئی وکیل یا بیرسٹر کسی تقریر یا تحریر کے متعلق یہ بتادے کہ یہ تقریر اور تحریر قانوناً بغاوت یا شدید ترین جرم ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وکیل نے اس کو باغی بنایا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس قابل اور نکتہ رس وکیل نے تیری بغاوت کو بتلا دیا اور تیرے باغی ہونے کو جتلا دیا کہ تو پکڑا نہ جائے۔ بالفرض اگر اس وکیل کی رائے صحیح بھی نہ ہو تب بھی یہ وکیل قابل تشکر ہے کہ اس نے متنبہ تو کر دیا۔

بقیہ:.......... اداریہ

۴:...... مفتی اور قاضی کے منصب میں یہ فرق ہے کہ مفتی کے سامنے جو صورتِ مسئلہ پیش کی جائے، وہ اس کا شرعی حکم لکھ دیتا ہے، اس کو اس سے بحث نہیں کہ سوال میں جو واقعات درج ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ نہ اس کے ذمہ اصل حقائق کی تحقیق و تفتیش لازم ہے۔ برعکس اس کے قاضی کا منصب یہ ہے کہ مدعی نے اپنے دعویٰ میں جو واقعات ذکر کیے ہیں، ان کے ایک ایک حرف کی تحقیق و تفتیش کر کے دیکھے کہ ان میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ؟ اور جب تحقیق و تفتیش کے بعد دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ الگ ہو جائے تو اس کی روشنی میں عدل و انصاف کی ترازو ہاتھ میں لے کر خدا لگتا فیصلہ کرے۔

لیکن ہمارے یہاں خلع کے مقدمات میں تحقیق و تفتیش کی ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، گویا عدالتیں قاضی کی بجائے مفتی کا کردار ادا کرتی ہیں، مدعیہ کی جانب سے جو واقعات پیش کیے جاتے ہیں، جن کو وکیل صاحبان نے اپنی خاص مہارت کے ذریعہ بات کا بتنگڑ بنا کر خوب رنگ آمیزی اور مبالغہ آرائی کے ساتھ پیش کیا ہوتا ہے، عدالت انہی کو وحیِ آسمانی اور حرفِ آخر سمجھ کر ان کے مطابق یک طرفہ ڈگری صادر کر دیتی ہے۔ شوہر کو حاضرِ عدالت ہونے کی بھی زحمت نہیں دی جاتی، نہ صحیح صورتِ حال کو معلوم کرنے کی تکلیف اُٹھائی جاتی ہے، عدالت زیادہ سے زیادہ یہ کرتی ہے کہ شوہر کے نام نوٹس جاری کر دیتی ہے کہ وہ: ”فلاں تاریخ کو حاضرِ عدالت ہو کر اپنا موقف پیش کرے، ورنہ اس کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔“ مرد یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عدالت جانا، نہ جانا برابر ہے، کیونکہ عدالتی فیصلہ تو بہر صورت اس کے خلاف ہونا ہے، اس لیے وہ عدالت کے نوٹس کا نوٹس ہی نہیں لیتا، اِدھر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس نے شوہر کے نام نوٹس بھجوا کر قانون و انصاف کے سارے تقاضے پورے کر دیئے ہیں، اب اگر وہ عدالت میں نہیں آئے گا تو اپنا نقصان کرے گا، اس لیے وہ خلع کی یک طرفہ ڈگری جاری کر دیتی ہے۔

دراصل خلع کے مقدمہ کو بھی دیوانی مقدمات پر قیاس کر لیا گیا ہے کہ مالیاتی مقدمہ میں اگر مدعا علیہ حاضرِ عدالت ہو کر اپنا دفاع نہیں کرے گا تو فیصلہ اس کے خلاف ہو جائے گا، اس لیے وہ اس کے خوف کی بنا پر خود حاضرِ عدالت ہوگا، حالانکہ خلع کا مقدمہ عورت کے ناموس کے حلال و حرام سے متعلق ہے، اس میں ایسی تساہل پسندی کسی طرح بھی روا نہیں ہو سکتی، اور جب عدالت اپنا منصبی فرض جو شرعاً اس کے ذمہ ہے، بجا نہ لائے تو اس کے یک طرفہ فیصلے کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ شرعاً نافذ و مؤثر ہے؟ ہماری عدالتیں آخر ایسی بے اختیار کیوں ہیں کہ وہ مدعا علیہ کو عدالت میں بلانے سے عاجز ہوں اور بغیر تحقیق و تفتیش کے حلال و حرام کے یک طرفہ فیصلے کرنے کی انہیں ضرورت پیش آئے؟

۵:...... میاں بیوی کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو حق تعالیٰ شانہ نے حکام اور دونوں خاندانوں کے لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں، چنانچہ ارشاد ہے:

”وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۔“ (النساء:۳۵)

”اور اگر تم کو ان دونوں کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، عورت کے خاندان سے (تجویز کر کے اس کشاکشی کو رفع کرنے کے لیے ان کے پاس) بھیجو (کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں، اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ کچھ قصور ہو، سمجھائیں) اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دل سے) اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں اتفاق پیدا فرمائیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑی خبر والے ہیں۔“ (النساء:۳۵، ماخوذ از ترجمہ حضرت تھانویؒ)

لیکن ہمارے یہاں اس حکم الٰہی کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا اور ”خلع کی یک طرفہ ڈگری“ کو تمام عائلی مسائل کا واحد حل قرار دے لیا گیا، چنانچہ میاں بیوی کے درمیان مصالحت کرانے کا یہ قرآنی حکم گویا منسوخ کر دیا گیا، لڑکے اور لڑکی کے خاندان کے لوگ تو اس کے لیے کوئی قدم کیا اُٹھاتے؟ ہماری عدالتیں بھی قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں، بلکہ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ کہ بعض دفعہ میاں بیوی دونوں

شریفانہ زندگی گزارنے کے لیے تیار ہیں، لیکن لڑکی کے والدین خلع کا جھوٹا دعویٰ کرکے خلع کی یک طرفہ ڈگری حاصل کر لیتے ہیں اور عدالت میاں بیوی سے پوچھتی تک نہیں۔‘‘ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۶،ص:۶۳ تا ۶۵ ملخصاً)

بہرحال طلاق اور خلع میں کئی وجوہ سے فرق ہے کہ: خلع کا مطالبہ عموماً عورت کی جانب سے ہوتا ہے اور اگر مرد کی طرف سے اس کی پیشکش ہو تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہتی ہے، عورت قبول کرلے تو خلع واقع ہوگی، ورنہ نہیں۔ جب کہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں، وہ قبول کرے یا نہ کرے، طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ عورت کے خلع قبول کرنے سے اس کا مہر ساقط ہو جاتا ہے، طلاق سے ساقط نہیں ہوتا، البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ تمہیں اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم مہر چھوڑ دو اور عورت قبول کرلے تو یہ بامعاوضہ طلاق کہلاتی ہے اور اس کا حکم خلع ہی کا ہے، خلع میں شوہر کا لفظ ’’طلاق‘‘ استعمال کرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر عورت کہے کہ: ’’میں خلع (علیحدگی) چاہتی ہوں‘‘ اس کے جواب میں شوہر کہے: ’’میں نے خلع دے دی‘‘ تو بس خلع ہوگئی۔ خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے، یعنی شوہر کو اب بیوی سے رجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں، ہاں! دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

تنسیخ نکاح کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کی شکایت پر عدالت، شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کے الزامات کا جواب طلب کرے، اگر شوہر ان الزامات سے انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں یا اگر عورت گواہ پیش نہیں کرسکتی تو شوہر سے حلف لیا جائے، اگر شوہر حلفیہ طور پر اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے تو عورت کا دعویٰ خارج کر دیا جائے گا اور اگر عورت گواہ پیش کر دے تو عدالت شوہر کو بیوی کے حقوق شرعیہ ادا کرنے کی تاکید کرے اور اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ان دونوں کا یکجا رہنا ممکن نہیں تو شوہر کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو (جب کہ وہ عورت کے حقوق واجبہ بھی ادا نہیں کرتا) تو عدالت از خود فسخ نکاح کا فیصلہ کرسکتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ فیصلہ کرنے والا جج مسلمان ہو، ورنہ اگر جج غیر مسلم ہو (جیسا کہ پاکستان کی عدالتوں میں غیر مسلم جج بھی موجود ہیں) تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ حکومت پاکستان سے ہماری درخواست ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی اس سفارش کو ترجیحاً جلد از جلد پارلیمنٹ میں پیش کرکے اس کو قانون کا حصہ بنائے، تاکہ پاکستانی مسلم قوم اس اذیت ناک اور تکلیف دہ صورت حال سے نکل سکے۔ اور عدالتیں واضح طور پر خلع اور تنسیخ نکاح کے فیصلوں میں فرق کریں، ہر ایک کے لیے شریعت مطہرہ نے جو طریقہ کار متعین ومقرر کیا ہے، اس کی پابندی کی جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلامی نظریاتی کونسل کی دہائی اور پارلیمنٹ کی بے وفائی

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کے مطابق کونسل کے ارکان نے ’’تحفظ پاکستان ایکٹ‘‘ کو عبوری طور پر خلاف شریعت قرار دیا ہے، تاہم اس سلسلے میں کونسل کے تحقیقاتی ونگ کو ہدایات کی گئی ہیں کہ وہ قانون کی شقوں اور اس کے مضمرات کا جائزہ لے، جس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں دفاعی اور سیاسی ماہرین کو بلاکر صورت حال ان کے سامنے رکھنے کے بعد ہی حتمی فیصلہ کیا جائے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا اس ضمن میں حتمی فیصلہ جو بھی ہو مگر خدشہ یہ ہے کہ دوسری سفارشات کی طرح یہ بھی سرد خانے کی نذر نہ ہو جائے، کیونکہ جب سے اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں آیا ہے، آج تک اس کی سفارشات پر عمل درآمد دور کی بات، ان سفارشات کو شرف پارلیمانی بخشنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی۔

عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی

گزشتہ سے پیوستہ

علامہ سعید احمد قادری

مذہب کی تحقیر:

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ جس مذہب میں لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا الہام نہ ہو وہ شیطانی مذہب ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو گیا، ہمیشہ کے لئے اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی امید بھی نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہ لگتا ہو پس کیا ایسا مذہب کوئی مذہب ہو سکتا ہے، میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار اس ایسے مذہب سے اور کوئی نہیں ہوگا، میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں، نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا ہے اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے مگر میں ساتھ ہی خدائے رحیم کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام (یعنی مرزا کا دین) ایسا مذہب نہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ، ص:۳۵۴)

مرزا قادیانی نے ہر خصوصی دینی اصطلاح جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھی کو اپنے لئے استعمال کیا۔

کلمہ طیبہ:

”اگر ہم بالفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود فرماتا ہے: ”صار وجودی وجوده“ اور ”من فرق بین وبینی المصطفی فما عرفنی ومارانی“ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت: ”وآخرین منهم لما یلحقوا بهم“ سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا) خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل مندرجہ، ریویو آف ریلیجنز، ص:۱۵۸)

مرزا کو بروزی نبی بنا کر بھیجا ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، بقول مرزا کے اب نئے کلمہ کی ضرورت نہیں بلکہ جب یہ کلمہ قادیانی حضرات پڑھیں گے تو اس سے مسیح موعود اور بروزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوں گے۔ اب اس میں کیا رہ گیا جب کلمہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات اقدس کی جگہ اگر مرزا قادیانی کا نام لیں گے تو کتنے خطرے کی بات ہے۔

مرزا قادیانی کا درود شریف پر حملہ:

”مرزا پر درود بھیجنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ”یا ایها الذین آمنو صلوا علیه وسلموا تسلیما“ کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت پر درود بھیجنے کی تاکید کی گئی ہے، حضرت مسیح موعود یعنی مرزا علیہ السلام پر بھی اسی طرح درود پڑھنا لازمی ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔“ (رسالہ درود شریف، ص:۱۳۶)

مرزا قادیانی کا وحی الٰہی پر حملہ:

مرزا قادیانی کہتا ہے:

”جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور جو وحی مجھ پر اتری ان میں کوئی فرق نہیں۔ کہتے ہیں میں جیسے قرآن شریف کی آیت پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوئی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۶)

جس نے مرزا پر ایمان لایا، اس کی زندگی میں اس کو صحابی کا درجہ دینا:

مرزا کہتا ہے کہ ”جس نے بھی مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا گویا اس نے میرے دین کو پھیلایا اور میرا صحابی بھی ہے۔“ آگے کہتا ہے:

”پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی

حالت میں حضور علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا صحابی کہا جائے، کیونکہ جب تم علی الاعلان کسی کو صحابی کہو گے تو تم نے گویا کوٹھوں پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اعلان کر دیا اور اگر تم مینار پر چڑھ کر کسی کے صحابی ہونے کا اعلان کرو گے تو دوسرے لفظوں میں تم نے مینارہ پر چڑھ کر مسیح موعود کی نبوت کی منادی کردی، کیونکہ جتنی دفعہ یہ لفظ بولا جائے اتنی ہی دفعہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کی دنیا میں منادی ہوگی۔“ (اخبار الفضل قادیان، ج:۲۲، ص:۹۳)

مرزا ”من دخلہ کان آمنا“ سے اپنی مسجد مراد لیتا ہے:

اللہ رب العزت نے خانہ کعبہ کے متعلق فرمایا ہے: ”من دخلہ کان آمنا “ اور یہ خصوصیت ساری دنیا میں صرف اسلام کو ہے یعنی خانہ کعبہ کے متعلق، لیکن مرزا قادیانی اپنی مسجد جو قادیان میں ہے سے متعلق کہتے ہیں، اس آیت کا مصداق صرف میری مسجد ہے۔ کہتا ہے: بیت الفکر سے مراد وہ جگہ ہے، چوبارہ ہے، جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا ”و من دخلہ کان آمنا “ اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ (براہین احمدیہ، ص:۵۸۸)

مرزا قادیانی قادیان کو ارضِ حرم کہتا ہے:

حرم عالم اسلام میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لئے استعمال ہوتا ہے کسی اور جگہ کو نہیں کہا جا سکتا، لیکن مرزا ”قادیان“ کو حرم یعنی مقدس مقام قرار دیتا ہے، کہتا ہے:

”جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس واقعہ (سالانہ جلسہ) پر قادیان نہیں آسکیں وہ تو خیر معذور ہیں، لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور ارضِ حرم (قادیان) کے انوارات و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے امام محترم کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامان مہدی ٹھیک طور پر آن ہی پہنچے ان کا اخلاص واقعی قابل تحسین ہے۔“

(اخبار الفضل قادیان، ج:۳، ص:۷۳)

مرزا ایک شعر میں کہتا ہے:

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

(درثمین، ص:۵۲، مجموعہ کلام غلام قادیانی)

مرزا کے نزدیک قادیان کی زیارت حج کی طرح ہے:

کہتا ہے: ”آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے، حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا، آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کا قتل کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے، جیسے حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔ (خطبہ جمعہ از میاں محمود)

مرزا کہتا ہے کہ خدا اور فرشتے مجھ پر درود بھیجتے ہیں:

”خدا عرش پر مرزا غلام احمد کی تعریف کرتا ہے اور اس پر درود بھیجتے ہیں۔“ (تذکرہ، ص:۶۵۹، اربعین:۲)

غلام احمد قادیانی کہتا ہے میں باعث تخلیق کائنات اللہ کا رسول ہوں۔ مرزا کو الہام ہوا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا ”لولاک لما خلقت الافلاک “ (حقیقۃ الوحی، ص:۹۹، بحوالہ خزائن، ص:۲، ج:۲۲) مرزا خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”کن فیکون “ کی صفت مرزا کو ملی ہے، اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس سے کہو کہ ہو جاؤ پس وہ ہو جائے گا۔“ (تذکرہ، ص:۵۲۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریہ عقائد:

۱:... مرزا قادیانی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲:... مرزا قادیانی کا معجزہ دکھانا سورج چاند کے

سالانہ محفل حسن قرأۃ و حمد و نعت

کراچی (مولانا محمد عمران) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام سالانہ محفل حسن قرأت و حمد و نعت جامع مسجد خلفائے راشدین منعقد ہوئی۔ محفل کا آغاز قاری محمد امجد خان کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد حمد و نعت کے لئے مقامی ثناخواں نے اپنی خوبصورت آواز میں حمد باری تعالیٰ و نعت رسول مقبول پیش کی۔ کلام پیش کرنے والوں میں حافظ محمد قاسم، حافظ محمد خلیل شامل تھے۔ حمد و نعت کے بعد ضلع وہاڑی (پنجاب) سے تشریف لائے ہوئے مہمان حضرت قاری مظہر فرید صاحب نے خوبصورت آواز میں قرآن پاک کی تلاوت فرمائی، جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔ بعد ازاں ملک کے معروف نعت خواں مولانا حافظ محمد اشفاق نے اپنے رسیلے انداز میں حمد و نعت پیش کی۔ ان کے بعد ملیر سے تشریف لائے ہوئے قاری محمد شاہد نے مختصر تلاوت کی۔ آخر میں بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری محمد ادریس آصف آف لیہ اپنی خوبصورت آواز میں کافی دیر تک تلاوت قرآن کریم سے لوگوں کے دلوں کو منور کرتے رہے۔ دوران تلاوت مسجد کا ہال نعرۂ تکبیر اور عظمت قرآن زندہ باد کے نعروں سے گونجتا رہا۔ محفل کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما پیر طریقت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ محفل کے آخر تک تشریف فرما رہے اور آخر میں عظمت قرآن کریم کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں گفتگو فرمائی۔ محفل کا اختتام بھی حضرت کی دعا پر ہوا۔ اس محفل میں مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری ضیاء اللہ اور راقم الحروف نے ادا کیے۔

خسوف کادعویٰ۔

۳:... مرزا قادیانی قرآن کی آیت کو اپنی ذات پر چسپاں کرتا ہے۔

۴:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ جو میری بیعت نہ کرے وہ جہنمی ہے۔

۵:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ خدا اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔

۶:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں باعث تخلیق کائنات ہوں۔

۷:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں افضل البشر وسیّد الانبیاء ہوں۔

۸:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری شکل میں دوبارہ آئے ہیں۔

۹:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ازواج مطہرات میری اہلیہ کا لقب ہے۔

۱۰:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ کن فیکون کی صفت میری شان میں ہے۔

۱۱:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔

۱۲:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔

۱۳:... مرزا قادیانی کا دعویٰ: حیات عیسیٰ اور آسمان پر اٹھائے جانے کا انکاری ہے۔

۱۴:... مرزا قادیانی کا دعویٰ، حدیث شریف کی تحقیر کرتا ہے۔

۱۵:... مرزا قادیانی کا دعویٰ، قادیان کو حرم کا درجہ دیتا ہے۔

۱۶:... مرزا قادیانی کا دعویٰ: امام حسینؓ کی تحقیر کرنا۔

۱۷:... مرزا قادیانی کا دعویٰ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شرابی ہونے کی تہمت لگانا۔

۱۸:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مذہب اسلام شیطانی مذہب ہے۔

۱۹:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میرے تمام مریدین صحابی ہیں۔

۲۰:... مرزا قادیانی کا دعویٰ: مسجد اقصیٰ کو فلسطین کے بجائے قادیان میں قرار دینا۔

۲۱:... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ جبرائیل وحی لے کر میرے پاس آتا ہے۔

مرزا کے کفریات کو اختصاراً ذکر کیا گیا ورنہ اس ملعون نے ایسے اور اتنی تعداد میں دعوے کئے ہیں کہ ان کے پڑھنے سے عقل دنگ رہ جائے اور جلدوں کی جلدیں بھر جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو ان غلط اور من گھڑت عقائد سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجونِ قوتِ اعصاب زعفرانی

33/12/16 کا کسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرو خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	گجی	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	لاچی خورد	بیج کاہو	مغز خوشہ
ورق طلاء	لونگ	مائیں	لاچی کلاں	بیج عشق پیچاں	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	جڑ موگے	زنجبیل	ماجو	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	ریں کنوائی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی موثر اور مفید ہے۔

قیمت 1200 روپے

وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیموں	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل ڈلی	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS شاہ بلاز ڈی گراونڈ سیلز کالونی فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
ناصر الدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.